UNIVERSAL LIBRARY

OU_222305

UNIVERSAL LIBRARY

۲۷ / ۵۳ دن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نہال وفا اکبر

[illegible]

[illegible]

بسعی شیخ الٰہی بخش محمد جلال الدین تاجران کتب لاہور

کشمیری بازار لاہور

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مالک الملک لک الحمد کثیراً طیباً
پاک بے ہمتا لک الحمد کثیراً طیباً

قل ہو اللہ احد وحدانیت را شد گواہ
واحد یکتا لک الحمد کثیراً طیباً

چشم بینا گوش شنوا قد خوش عقل سلیم
دادۂ مارا لک الحمد کثیراً طیباً

جرمہا از ما گنہگاران شود لیل و نہار
وز تو بخششہا لک الحمد کثیراً طیباً

دیدم اندر گلستان میگفت بر شاخ شجر
بلبل گویا لک الحمد کثیراً طیباً

خاتم پیغمبران فرمود لا احصی ثنا
در حقیقت حقا لک الحمد کثیراً طیباً

عیب مے بینی و روزی میدہی با بندگاں
بے نیاز ما لک الحمد کثیراً طیباً

در نماز پنجگانہ آمد آوازم بگوش
از مصلیہا لک الحمد کثیراً طیباً

بر درت اکبر گدائی میکند چیزے بدہ
بادشاہِ ما لک الحمد کثیراً طیباً

بلندی پر ہے پایہ عرش سے محبوبِ ایزد کا
کہ جبریلِ امیں خادم ہے دربارِ محمد کا

لبِ صلِّ علیٰ پڑھکر جو ہمنے نام احمد کا
تو فوراً کھل گیا تالا درِ عرشِ مخلد کا

سرِ اُمت پہ روزِ حشر بن کر ابر آئے گا
جہاں سے اُڑ گیا ہلنے سے سایہ سرو قد کا

قمر ہیں گر ضیا ہے عکسِ رخسارِ محمدؐ کی
تو ہے خورشید ذرہ آفتاب روئے احمدؐ کا

محبت دیکھئے اک دوسرے کو چوم لیتا ہے
لبوں پر جب یہ پیارا نام آتا ہے محمدؐ کا

دہن غنچہ کف گل زلف سنبل پھول رخسارے
ہی قابل عرش کی مسند کی گلدستہ ترے قد کا

یہاں کا مانگنے والا کوئی خالی نہیں جاتا
یہیں پھیری لگانے دو گدا ہوں کوچۂ احمدؐ کا

خدا کے واسطے لینا خبر اے ناخدا آکر
جہاز اب ڈگمگاتا ہے ہمارے جرم بیحد کا

پھرے گی شکل طوطی روح کہتی گرد روضہ کے
مری آنکھوں میں نقشہ کھینچ دو اس سبز گنبد کا

دعا ہے یا الٰہی پاک ہو جاؤں گناہوں سے
دم آخر پڑھے ہر موئے تن کلمہ محمدؐ کا

طفیل نعت حوریں کہتی ہونگی باغ جنت میں
کہ یہ موتی محل ہے **اکبر** مداح احمدؐ کا

مومن سے جسنے ربط ہے ڈالا درود کا
مدفن میں اسکے ہوگا اجالا درود کا

پتوں پہ ہے لکھا خط گلزار میں درود
رنگین نقش ہے گل لالہ درود کا

واللیل جسکی زلف ہے والشمس جسکا رخ
ہوا ایسے چاند کے لئے ہالہ درود کا

دل خانۂ خدا ہے ہو اس کے لئے ضرور
کنجی نبیؐ کے نام کی تالا درود کا

ہے اللّٰہم صل علی مصطفٰے کی دھوم
اس انجمن میں ہے یہ اجالا درود کا

اٹھ عاشق درود کی بالیں سے طبیب
تعویذ مولوی سے لکھا لا درود کا

لکھ لکھ کے جا بجا خط طغرا سے دوستو
میرا کفن بنا دو دوشالہ درود کا

چل کر حضور قبلہ کونین سب پڑھیں
بخشش کے واسطے ہے قبالہ درود کا

اکبر غریق رحمت رحماں ہو تو کہ ہے
عاشق نبی کا چاہنے والا درود کا

رہتا ہے پانچ وقت سہارا درود کا
سجدہ میں سر ہو پیش نظر ہو جمال پاک
ہو پنجگانہ پنجتن پاک پر درود
بیمار چار یار ہوں میں اس میں چار حرف
ہوتی ہے اسکے پڑھنے سے اے مومنو نجات
ہے دال میں دلیل شفاعت گناہ کی
اور واؤ میں ورود ہے رحمت رحیم کی
پھر آیا نام پاک محمد زبان پر

تسبیح نام حق کی ہزارہ درود کا
کلمہ زباں پہ لب کو ہو یارا درود کا
کرتے ہیں پانچ وقت اشارہ درود کا
اے چارہ گر شفا کو ہو چارہ درود کا
ہر حرف کیوں نہ دل کو ہو پیارا درود کا
رتبے میں رضائے حق ہے اشارہ درود کا
ہے دال ثانی حرف دل آرا درود کا
اس بزم میں ہو شور دوبارا درود کا

اکبر یہ آرزو ہے کہ حضرت کے سامنے
ہو خلد میں بھی ساتھ ہمارا درود کا

اے موت ابھی اور ہے جینے کی تمنا
روزے بھی ہیں پر ہوں نمازیں بھی ہیں پر
روضہ سے ترے شام سحر سیر ہو آنکھیں
آجاؤ دم نزع اگر تم سر بالیں
تربت پہ مری عطر گلابی نہ چھڑکنا

باقی ہے مرے دل میں مدینے کی تمنا
برسوں سے ہے اک ایسے مہینے کی تمنا
کھانے کی تمنا ہے نہ پینے کی تمنا
مرنے کی تمنا ہے نہ جینے کی تمنا
ہے مجھ کو محمد کے پسینے کی تمنا

اس در کی فقیری نے شہنشاہ بنایا | دولت کی ہے حسرت نہ دفینے کی تمنا

جس پر ہو لکھا نام محمد خط گلزار
اکبر ہے مجھے ایسے نگینے کی تمنا

کوچہ میں ترے خاک کا بستر ہے ہمارا | یہ فرش تو مخمل سے بھی بڑھ کر ہے ہمارا
طیبہ کے عوض گلشن جنت کو نہ لینگے | مشتاق تمہارا دل مضطر ہے ہمارا
امت ہے محمد کی نشاں پوچھتے کیا ہو | فردوس میں خیمہ لب کوثر ہے ہمارا
دیدار خدا جلوۂ احمد ہے نظر میں | کیا عید کا دن عرصۂ محشر ہے ہمارا
ہر پھر کے فلک کہتا ہے دیدار دکھا دے | دن رات ترے کوچے میں چکر ہے ہمارا
گر کر کے وہاں سجدے یہی عرض کرینگے | یہ در ہے حضور آپ کا یہ سر ہے ہمارا
طیبہ کی طرف باد صبا جلد اڑا دے | کچھ مشت غبار تن لاغر ہے ہمارا
مدفن میں اگر آکے نکیرین اٹھائیں | کہہ دیجئے حضرت یہ ثناگر ہے ہمارا

جنت میں مجھے دیکھ کے پڑھتے ہوئے نعتیں
فرمائیں وہ ہنس ہنس کے تو اکبر ہے ہمارا

محبوب خدا شافع محشر ہے ہمارا | فردوس جسے کہتے ہیں وہ گھر ہے ہمارا
مدفن میں بھی ہے پیش نظر آپ کا جلوہ | ہم سوتے ہیں بیدار مقدر ہے ہمارا
زلفوں کی ذرا کھول دو برقع کو ہٹا دو | مدت سے پریشان دل مضطر ہے ہمارا
امت میں تمہاری ہیں غلاموں میں تمہارے | تقدیر ہماری ہے مقدر ہے ہمارا

پھٹکا کے منہ خور کو ملک کہتا ہی حضرت — نقشِ کفِ پا آپ کا زیور ہے ہمارا
دوزخ پہ اگر پل ہے تو ہو کہتے ہیں جبرئیل — اُمت کے اُترنے کے لئے پر ہے ہمارا
کرسی یہ کہتا ہے خدا بیتِ نبیؐ سے — جو گھر ہے محمد کا وہی گھر ہے ہمارا
پرسش ہو جو محشر میں تو انگشت اُٹھا کر — کہدیجئے یہ شخص ثناگر ہے ہمارا

اکبر کی صدا ہے نظرِ لطف ادھر بھی
کوچہ میں حضور آپ کے بستر ہے ہمارا

اللہ کا محبوب پیمبر ہے ہمارا — سب اُمتوں سے مرتبہ بڑھ کر ہے ہمارا
محشر سے ہمیں لے چلو جنت میں فرشتو — واں جلوہ فگن ساقیِ کوثر ہے ہمارا
حضرت سے کہا حق نے کہ اُمت سے یہ کہدو — بخشیں گے اُسے ہم کہ جسے ڈر ہے ہمارا
اُمت کا مری خاتمہ بالخیر ہو یارب — کہتا یہی اللہ سے سرور ہے ہمارا
اے دوستو اس قبر میں سوتے ہیں اکیلے — کیا پوچھتے ہو حال کہ کیونکر ہے ہمارا
قدموں سے اُٹھائینگے ہمیں گر ترے خدام — کہدینگے یہیں آج تو بستر ہے ہمارا
اب آئے خدا چاہے تو مولا کو ترا شوق — لے اُڑنے کو طیبہ کی طرف پر ہے ہمارا
خالق کی عبادت سے یہ زینت ہوئی حاصل — سجدہ کا نشاں ماتھے پہ جھومر ہے ہمارا

ہو جائے تسلی کہیں اکبر سے یہ کہدو
بخشے گا تجھے حق تو ثناگر ہے ہمارا

دونوں جہاں کے سلطاں آجا — نکلیں ہمارے ارماں آجا

ـ

پیش الٰہی بخشش کا میری
یارب ہب لی کہدے خدا سے
خورشید محشر سے جل نہ جائیں
ہیں عید کا چاند ابروئے زیبا
در پر لگی ہیں آنکھیں ہماری
اُمت سے شہ کی حوریں کہینگی

دل بھی ارماں کا نکلے حضرت آجا ÷ عرش بریں کے مہماں آجا

کچھ بھی نہیں ہے ساماں آجا
سب بخشوا دے عصیاں آجا
پھیلا دے سر پر داماں آجا
ہو جاؤں ان پر قرباں آجا
آجا حبیب سبحاں آجا
کیا سج رہے ہیں دالاں آجا

اکبر سے یارب یہ فرمائیں حضرت
آجا سنا جا دیوان آجا

دار فانی سے عزیز و کوچ میرا ہو گیا
دوست رونے آئے مٹی دی یہ کہکر چلدیئے
کاش سر دام وددکی ٹھوکریں جاشاک و خار
دل بجھا آنسو نکل آئے کلیجہ دکھ گیا
چھٹ گئے احباب مٹی ہو گیا حسن شباب
اُن امیروں کا کہ جن کو خواب مخمل تھا گراں
دفن کرکے چلدیئے احباب سب لینا خبر

چھوڑ دیں آبادیاں جنگل میں ڈیرا ہو گیا
اے مسافر اس جہاں سے کوچ میرا ہو گیا
بیکسی کے ساتھ صحرا میں بسیرا ہو گیا
دوستوں کا گر کبھی تربت پہ پھیرا ہو گیا
مل رہا ہوں خاک میں کیا حال میرا ہو گیا
خاک پر گور غریباں میں بسیرا ہو گیا
اے عرب کے چاند مدفن میں اندھیرا ہو گیا

مسجدوں سے آتی ہے اللہ اکبر کی صدا
غافلو پڑھ لو نماز اٹھو سویرا ہو گیا

دعا بطلب باران رحمت باری

خشک سالی کو مرے والی گھٹا ‏— جھوم جھوم آئے وہی کالی گھٹا
حشر برپا ہے الٰہی قحط سے ‏— کیوں نہیں آتی ہے متوالی گھٹا
غم سے بھر بھر آتے ہیں آنکھوں میں اشک ‏— آسماں پر دیکھ کر خالی گھٹا
ایسی کھل کھل کر چھما چھم رو پڑے ‏— جس سے ہو کھیتوں میں ہریالی گھٹا
یا الٰہی آئے لہراتی ہوئی ‏— کالی کالی کاکلوں والی گھٹا
کربلا کر دی برنگِ اہلِ شام ‏— کرتی ہے پانی کی رکھوالی گھٹا
ہیں یہ اعمالِ سیہ کی خوبیاں ‏— آتی آتی رہ گئی کالی گھٹا
پھر دکھا ساون کے جھالونکی بہار ‏— اے ہوا میں جھولنے والی گھٹا
کھول گیسو باندھ دے بارش کا تار ‏— تاکہ ہو کھیتوں میں ہریالی گھٹا

پھر خوشی کے گائینگے **اکبر** ملہار
آئیگی ساون کی گر کالی گھٹا۔

اگر بینم بسیرِ باغ آں سروِ خراماں را ‏— بآزادی کنم قرباں بپایِ او دل و جاں را
اگر آید بخوابم گویم آں سلطان خوباں را ‏— کہ بنما روئے تاباں را میفگن زلف پیچاں را
کجا جنت کجا طیبہ کجا صحرا کجا گلشن ‏— غلامِ در گہیم ہرگز نخواہیم حور و غلماں را
چناں در کشمکش گشتم کہ جانم بر نمے آید ‏— بیا شاہا ببالینم فدا سازم دل و جاں را
گر آید آں خریدارے ببازار جزا گویم ‏— کہ از نقدِ شفاعت میفروشم جنس عصیاں را

اگر اکبر بدرگاہش دم وصل علی خواہم
ابوالقاسم محمد مصطفےٰ محبوب سبحاں را

سب حسینوں سے جُدا یہ کون تھا — چھین کر دل لیگیا یہ کون تھا
دل میں آکر چھپ گیا یہ کون تھا — اے صنم تیرے سوا یہ کون تھا
جس نے موسیٰ کو چکھایا طور پر — لن ترانی کا مزا یہ کون تھا
مست مجھ کو کر گئی کس گُل کی بُو — سچ بتا بادِ صبا یہ کون تھا
ہم پھرے جس کی طلب میں دور دور — نحن اقرب کہ گیا یہ کون تھا
دی شریعت نے سزا وہ کون تھی — اور انا الحق بول اُٹھا یہ کون تھا
رخنہ اندازِ شریعت بن گئی — قم باذنی کی صدا یہ کون تھا
گم گئے کون و مکاں میں کون کون — کائنِ کونین تھا یہ کون تھا

ایک ہی جلوہ میں موسیٰ کی طرح
ہوش اکبر لے اُڑا یہ کون تھا

روزِ اول کن کہا یہ کون تھا — تو ہی تھا تیرے سوا یہ کون تھا
صبر دل سے لیگیا یہ کون تھا — اور میں کہتا رہا یہ کون تھا
کس نے سلماں کو بچایا شیر سے — حامیِ یوسف ہُوا یہ کون تھا
کس کی طاقت بن گئی خیبر شکن — وہ علی تھا یا خدا یہ کون تھا
مل گئی تصویر خاکی خاک میں — اور نکل کر چلا گیا یہ کون تھا

کس کا احمدؐ نام تھا کس کا احد
میم کا پردہ کیا یہ کون تھا

اک ادا لاکھوں کو بسمل کر گئی
سَلِّمُوا صَلِّ علیٰ یہ کون تھا

اس کو مارا اُس کو زندہ کر دیا
تھا یہ کِس کا شعبدہ یہ کون تھا

ایسا بازی گر نہیں اکبرؔ کہیں
کیا تماشا کر گیا یہ کون تھا

ہر گل لالہ میں عیاں رنگ جمال یار تھا
سیر چمن سے کھل گیا خود وہی آشکار تھا

عرش سے اترا فرش پر فرش سے پہنچا عرش پر
یاں بھی ادا دکھا گیا واں بھی تو پردہ دار تھا

بوٹا سا قد دکھا گیا چاند سا خد دکھا گیا
حسن کی حد دکھا گیا کیسا حسین یار تھا

آیا جو میرا کچھ خیال چلکے وہ حشر خیز چال
کر گیا دل کو پائمال کتنا وفا شعار تھا

مجھکو سمجھ کے خاکسار تو نے کیا ذلیل و خوار
دل میں ترے ستم شعار کب سے بھرا غبار تھا

اب تو یہ آرزو ہے تیری گلی میں ہو مزار
ٹھوکریں کھاکے دل نکل اُس پہ میں جاں نثار تھا

پہلے بشر بنا دیا پھر خاک میں ملا دیا
کیا لیا تو نے کیا دیا کیا یہ مآل کار تھا

اکبرؔ ادب سے گفتگو کیوں ہے یہ خبط ہُو بہُو
کل کا یہ ذکر ہے کہ تو سنتے ہیں ہوشیار تھا

کس کس ادا سے تو نے جلوہ دکھا کے مارا
آزاد ہو چکے تھے بندہ بنا کے مارا

کیوں کوہ کن کو تو نے یہ سنگساریاں کیں
لی اس کی جان شیریں تیشہ اٹھا کے مارا

اول بنا کے پتلا پتلے میں جان ڈالی۔
پھر اس کو خود قضا کی صورتیں آکے مارا

آنکھوں میں تیری ظالم چھریاں چھپی ہوئی ہیں — دیکھا جدھر کو تو نے پلکیں اٹھا کے مارا
گردن میں قمریوں کی الفت کا طوق ڈالا — بلبل کو یار تو نے گل میں سما کے مارا
غنچہ میں آکے دیکھا بلبل میں جا کے چہکا — اسکو ہنسا کے مارا اُس کو رلا کے مارا

سوسن کی طرح اکبر خاموش ہیں یہاں پر
نرگس میں بیٹھے چھپ کر آنکھیں لڑا کے مارا

در شان حقیقت آگاہ معرفت پناہ عارف باللہ حضرت مخدوم حافظ حسن خان صاحب دام فیضہم

اک زمانہ ہے ثناخواں آپ کا — فیض ہے یاں آپ کا واں آپ کا
کیا مراد اُس سے ہے آگے سوئے حق کچھ — حضرت حافظ حسن خاں آپ کا
اپنے رتبہ پر تو ہونا چاہئے — نام نامی قطب دوراں آپ کا
ہم پہ ہے مخدوم وارث کا کرم — ہم پہ ہر دم فیض پنہاں آپ کا
خالی جاتا ہی نہیں در سے کبھی — جو کوئی آتا ہے مہماں آپ کا
[illegible] حال [illegible] ہو — معتقد ہے گبر و مسلماں آپ کا
[illegible] فیض [illegible] حال [illegible] — ہے جو بخشش گنج عرفاں آپ کا
شکر ہے وارث [illegible] ہو گئی — [illegible] ممنون احساں آپ کا
کیا کسی سے [illegible] — [illegible] قطب دوراں آپ کا
تاب طاقت کیا کہ اکبر [illegible] — [illegible] نیستاں آپ کا

ہو عنایت کی نظر خادم ہے یہ
اکبر عاصی ثناخواں آپ کا

قصیدہ در ثنائے اعلیٰ حضرت سلطان العارفین افتخار الکاملین حاجی حرمین شریفین سیدنا سید وارث علی شاہ صاحب عرف منھن میاں اطال اللہ حیاتہ وبسط ظلہ کرمہ

والیِ کون و مکاں ہیں وارث عالی جناب
سجدہ گاہِ قدسیاں ہیں وارث عالیجناب

رہنمائے سالکاں ہیں وارث عالی جناب
واقفِ سرِ نہاں ہیں وارث عالیجناب

فخرِ بزمِ عارفاں ہیں وارث عالیجناب
سرورِ ہر دو جہاں ہیں وارث عالیجناب

آستاں بوسی کو حاضر کیوں نہ ہو روح الامین
آلِ فخرِ مرسلاں ہیں وارث عالیجناب

انتظامِ خلق مردانِ خدا کو ہے سپرد
اُن پہ لیکن حکمراں ہیں وارثِ عالیجناب

فرش سے تا عرش روشن ذرہ ذرہ کیوں نہ ہو
آفتابِ دو جہاں ہیں وارثِ عالی جناب

ہے یدِ اللہ آپکی میراث جدی اسلئے
دستگیرِ دو جہاں ہیں وارثِ عالیجناب

شبلیِ دوراں جنیدِ وقت معروفِ جہاں
قطبِ دیں غوثِ زماں ہیں وارثِ عالیجناب

خوب ہے اُن کا مقدر اُنکی قسمت اُن کا بخت
جن پہ ہوتے مہرباں ہیں وارثِ عالیجناب

تشنگانِ جامِ وحدت آئیں بھر لو خم کے خم
چشمۂ فیضِ رواں ہیں وارثِ عالیجناب

جتنی چاہو مے پیو خمخانۂ توحید میں
مے کشو پیرِ مغاں ہیں وارثِ عالیجناب

شہر میں صحرا میں گلشن میں حرم میں دیر میں
ہر جگہ دیکھو عیاں ہیں وارثِ عالیجناب

خود ہی کعبہ خود ہی قبلہ خود نمازی خود نماز
خود مؤذن خود اذاں ہیں وارث عالیجناب

خود بلاغت خود مصادر خود عبارت خود کتاب
خود معانی خود بیاں ہیں وارث عالیجناب

جس نے دیوانہ بنایا جس نے بے خود کر دیا
وہ میرے مٹھن میاں ہیں وارث عالیجناب

پنجتن اصحاب برحق کل نبی اولیا
جسم ہیں اور انکی جاں ہیں وارث عالیجناب

یہ قصیدہ پڑھ کے اکبر مانگ لو اپنی مراد
آج تم سے شادماں ہیں وارث عالیجناب

کہتا ہے مرغ صحرا سبحان تیری قدرت
عاشق ہوں اس صدا کا سبحان تیری قدرت

گلکاریوں سے تو نے کیا کیا عجب بنایا
پھل پھول بیل بوٹا سبحان تیری قدرت

ایک ایک سے جدا ہے سب کی نئی ادا ہے
ہر رنگ ہے نرالا سبحان تیری قدرت

صناعیاں ہیں تیری پھولوں میں ڈالیوں میں
پتوں پہ نقش تیرا سبحان تیری قدرت

لعل و گہر بنائے شمس و قمر بنائے
پھر آپ انمیں چمکا سبحان تیری قدرت

باغ جہاں کے مالی تیری ہے شان نرالی
کیا کیا چمن کو سینچا سبحان تیری قدرت

نیرنگیوں سے تیری حیران ہو کے اکبر
پڑھتا ہے یہ وظیفہ سبحان تیری قدرت

بلبل فدائے گل ہیں ہم ہیں فدائے وارث
بسمل بنا چکی ہے تیغ ادائے وارث

سرشار معرفت ہو روشن ہو چشم باطن
وحدت کے جام بھر بھر جسکو پلائے وارث

دیوے کی سمت جائیں جس سے برکتیں آئیں
کحل البصر بنائیں ہم خاکپائے وارث

کیا جم کی جاہ و حشمت دارا کی کیا حقیقت
ہے شاہ ہفت کشور ادنیٰ گدائے وارث
عالم میں جسطرف کو دیکھا نظر اٹھا کر
کچھ بھی نظر نہ آیا ہم کو سوائے وارث

اے دو جہاں کے داور بہر قسیم کوثر
ہم پر ہو روز محشر ظل لوائے وارث

مری مشکل کو حل کیجئے مرے مشکلکشا وارث
عنایت سے تری ہوتا ہی بیڑا ماریا وارث
نکالا بحر عصیاں سے بچایا موج طوفاں سے
جزاک اللہ فی الدارین خیر مرحبا وارث
اُجالا کیوں نہ ہو کونین میں انوار عرفاں کا
ہے روشن آفتاب قادریہ چشتیا وارث
گل باغ حسینی قرۃ العین دل زہرا
علی کے لاڈلے نور نگاہ مصطفٰے وارث
دم آخر سر مدفن بروز حشر کام آئے
مرا حافظ مرا حاجی مرا والی مرا وارث
دم آخر دکھا دینا مجھے یہ چاند سی صورت
ترے قربان ہو جاؤں حبیب کبریا وارث

یہاں کیوں کھو رہے ہو عمر اکبر خواب غفلت میں
چلو میر ٹھ سے دیوہ کو تمہارا ہے خدا وارث

تو میرا آقا یا حاجی وارث
میں تیرا بردا یا حاجی وارث
نور الٰہی حسن محمد
ہو تم سراپا یا حاجی وارث
مدحت تمہاری خدمت تمہاری
ہے فخر میرا یا حاجی وارث
امداد کو آ فریاد سن جا
یا حاجی داتا یا حاجی وارث
تم سے ترے گی کشتی ہماری
ہو پار بیڑا یا حاجی وارث

غم جوش زن ہے آؤ مدد کو
عرش معلیٰ ہے تیری دیوڑھی
جس سے رہیں ہم مست محبت
دل میں چلا آ تیرے لیے ہے
آنکھوں میں آ جا ہم ڈال لینگے

لو ڈوبا ڈوبا یا حاجی وارث
تو میرا دیوا یا حاجی وارث
دے جام ایسا یا حاجی وارث
آنکھوں سے رستہ یا حاجی وارث
پلکوں کا پردہ یا حاجی وارث

ہے سخت مشکل چشم کرم ہو
اکبر کے مولا یا حاجی وارث

محبوب خدا خانۂ دل میں ہے مکیں آج
کس سرو سہی قد نے قدم رنجہ کیا ہے
حیران پریشان جو زلیخا کی طرح ہیں
محبوب خدا زینت بزم جہاں ہیں
ہنس ہنس کے کہینگے ترے میخوار سر حشر
آئے ہیں بہت دور سے اے سرور عالم
کچھ بھید ہے کیوں خود بخود آنکھیں ہیں پھڑکتی

صد شکر کہ مہمان شہ عرش بریں آج
ہے رشک وہ باغ جناں فرش زمیں آج
یوسف نے انہیں خواب میں دیکھا تو نہیں آج
پھر کیوں نہ کہیں فرش ہے عرش بریں آج
اے زاہد دیکھو تو کہیں ہیں وہ ہمیں آج
ہو جائے اجازت تو ٹھہر جائیں یہیں آج
آنا ہو شاید وہ کہیں ماہ جبیں آج

پھرتے ہیں فقیروں کی طرح کوچہ بکوچہ
کیا خوب ہیں اکبر بھی کہیں کل ہیں کہیں آج

لکھ لکھ کے وصف شاہ سناؤں میں کس طرح
طوبیٰ کی شاخ خامہ کو لاؤں میں کس طرح

کسطرح ہاتھ آئے تو پاؤں میں کس طرح
چلنے کو سر کے پاؤں بناؤں میں کسطرح

آنکھوں میں بسکیئں ترے روضہ کی جالیاں
ان جالیوں میں پلکیں سجاؤں میں کسطرح

مفلس ہوں صرف داغ غم عشق دلمیں ہیں
یہ گل مزار شہ پہ چڑھاؤں میں کس طرح

ایمن میں کہہ رہی تھی تجلی کلیم سے
گر جاؤ گے تمہیں نظر آؤں میں کس طرح

بچپن گیا شباب گیا پیری آگئی
جاتی ہے جو کبھی روٹھی مناؤں میں کسطرح

مولا کے داغ عشق سے دل باغ باغ ہے
جامہ میں پھولے پھولا سماؤں میں کس طرح

دیکھا جمال خواب میں اور آنکھ کھل گئی
پھر سو گیا نصیب جگاؤں میں کسطرح

یارب کشادہ اکبر شیدا کی قبر ہو
ارمان کہتا ہے سماؤں میں کس طرح

رنگت تیری ہے جیسے مرجاں سرخ سرخ
پرتو سے تیرے لعل بدخشاں ہے سرخ سرخ

اے رشک مہر تیری ضیا سے تمام خلق
تابندہ صورت مہ تاباں ہے سرخ سرخ

مانند لعل ہے لب گلرنگ آپ کا
رخسار مثل لؤلؤ و مرجاں ہے سرخ سرخ

آب کرم سے تیرے گلستاں ہے سبز سبز
پرتو سے تیرے سرو چراغاں ہے سرخ سرخ

داغی ہوا ہوائی اڑی زرد ہوگیا
دیکھا جو تونے چہرہ درخشاں ہے سرخ سرخ

امت کو بخش دونگا یہ کہتا ہے ذوالجلال
اتنا تو کہ دیدۂ گریاں ہے سرخ سرخ

شان جلال داور محشر ہے آشکار
اکبر بامر شاہ شہیداں ہے سرخ سرخ

تعظیم سے لیتا ہے خدا نامِ محمد
کیا نام ہے اے صلِّ علیٰ نامِ محمد

سجدہ میں رہا دس سو برس سر نہ اٹھایا
جسوقت قلم لکھنے لگا نامِ محمد

سلطانِ دو عالم ہے مگر فقر سے ہے فخر
ہو کیوں نہ محبت الفقر ہے نامِ محمد

ڈرتا تھا گناہوں سے میں رحمت نے ندا دی
غافل تو کہیں بھول گیا نامِ محمد

مزمل مدثر کہہ کے پکارا
کس پیار سے لیتا ہے خدا نامِ محمد

قرآن میں جنت میں سرِ عرش سرِ لوح
کس شان سے خالق نے لکھا نامِ محمد

محشر سے انہیں بھیجدیا خلد بریں میں
جس جس نے لیا پیش خدا نامِ محمد

وہ حضرتِ جابر کے پسر کر دیے زندہ
اللہ رے اعجاز ترا نامِ محمد

اکبر تو بچا چاہے اگر نارِ سقر سے
سینے کے نگینے پہ کھدا نامِ محمد

دیکھا جو لکھا نامِ خدا نامِ محمد
آنکھوں پہ رکھا چوم لیا نامِ محمد

قطعہ

جسوقت احبا نے سرِ قبر اوتارا
سب بھول گیا یاد رہا نامِ محمد

کچھ کہتے مگر رہ گئے خاموش نکیرین
جسوقت مرے منہ سے سنا نامِ محمد

دل شق تھا سماوات کا منہ فق تھا شفق کا
لیتے تھے جو رن میں شہدا نامِ محمد

اے منکرو رہ جاؤ گے غافل نہ ہو اس سے
اے لوگو ہے انعام خدا نامِ محمد

آدم کی خطا بخشی گئی دم میں دم آیا
جسوقت لیا پیش خدا نامِ محمد

اے مومنو ان ناموں کا انعام ہے جنت
لو صبح و مسا نامِ خدا نامِ محمد

گر قبر میں ہوں افعی و کژدم تو نہیں خوف
ہے اُمّتِ عاصی کا عصا نامِ محمدؐ

اور تنگ سالت پہ امیر الامراء ہے
لیکن ہے انیس الغرباء نامِ محمدؐ

آنکھوں میں بسے دل میں رہے ہونٹوں پہ آئے
طیبہ کی فضا یادِ خدا نامِ محمدؐ

اکبرؔ کا خطیرہ ہو مدینے میں الٰہی
اور اُس پہ ہو ہر سمت لکھا نامِ محمدؐ

حق سے ملا ہے نامِ محمدؐ
یا حق ہے یا ہے نامِ محمدؐ

سر پر ہے میم اول کا سہرا
دولھا بنا ہے نامِ محمدؐ

دار الشفا ہے باغِ مدینہ
دل کی دوا ہے نامِ محمدؐ

دل کی کلی میں کچھ بھی نہیں ہے
اِک بس رہا ہے نامِ محمدؐ

ہو پار بیڑا اُس کا بھنور سے
جس کو بنا ہے نامِ محمدؐ

صلِّ علےٰ کے پڑھنے کے قابل
نامِ خدا ہے نامِ محمدؐ

خط گلزار سے لکھا ایسا
گُل بن گیا ہے نامِ محمدؐ

جو جو مریضِ دردِ گنہ ہیں
اُن کی دوا ہے نامِ محمدؐ

اکبرؔ کے دل کی جنت کے در کی
کُنجی بنا ہے نامِ محمدؐ

کب نورِ خدا سے ہے جدا نورِ محمدؐ
ہے نامِ خدا نورِ خدا نورِ محمدؐ

ہے اوّل مخلوقِ خدا نورِ محمدؐ
کچھ بھی نہ تھا اللہ تھا یا نورِ محمدؐ

کیا پیدا کیا پہلے یہ جبریل نے پوچھا
اللہ تعالیٰ نے کہا نورِ محمدؐ

جب کچھ بھی نہ تھے شمس و قمر ارض و سماوات
تھا عرش پہ قندیل نما نورِ محمدؐ

تعظیم کے سجدے میں جھکے آ کے فرشتے
جب حضرتِ آدمؑ کو ملا نورِ محمدؐ

پُر نور کیا جسم عجب شان سے یزداں
پیشانیٔ آدمؑ میں رہا نورِ محمدؐ

روشن ہوا اسلام مٹی کفر کی ظلمت
جس وقت ہوا جلوہ نما نورِ محمدؐ

شمس و قمر و نجم ہیں اُس نور کے ذرے
روشن ہے سمک تا بہ سما نورِ محمدؐ

منظورِ ہدایت ہے دکھاتا ہے رہِ راست
ہر آنکھ کی پتلی میں چھپا نورِ محمدؐ

اِس واسطے سو جان سے فدا ہوتی ہے بلبل
اللہ نے پھولوں میں لگا نورِ محمدؐ

ہوتی ہے عجب روشنی پردوں میں سحر کے
چھن چھن کے برستا ہے سدا نورِ محمدؐ

جو محفلِ میلاد کے منکر ہیں وہ دیکھیں
اِس بزم میں ہے جلوہ نما نورِ محمدؐ

اکبر کی سیہ کاری سے گل شمع لحد ہے
ہو جائے یہاں روشنی انوارِ محمدؐ

ہر درد کی دوا ہے صلِّ علیٰ محمدؐ
تعویذ ہر بلا ہے صلِّ علیٰ محمدؐ

محبوب کبریا ہے صلِّ علیٰ محمدؐ
کیا نقش خوشنما ہے صلِّ علیٰ محمدؐ

قربِ خدا ہو حاصل جنت میں ہو داخل
جس نے لکھا پڑھا ہے صلِّ علیٰ محمدؐ

یارب درود پڑھ کر ہو روح تن سے باہر
اور وہ درود کیا ہے صلِّ علیٰ محمدؐ

جنت مقام ہوگا دوزخ حرام ہوگا
گر دل پہ لکھ لیا ہے صلِّ علیٰ محمدؐ

اُسکی نجات ہوگی رحمت بھی ساتھ ہوگی
جو پڑھ کے مرگیا ہے صلِّ علےٰ محمدؐ

جو درد لادوا ہو یہ گھول کر پلا دو
کیا نسخۂ شفا ہے صلِّ علےٰ محمدؐ

جانے بھی دے ارم کو رضواں نہ روک ہم کو
سینہ پہ لکھ رہا ہے صلِّ علےٰ محمدؐ

کاندھا بدلنے والو ہمراہ چلنے والو
پڑھتے چلو رو لہے صلِّ علےٰ محمدؐ

منزل کا ہے بھروسہ اکبر بغل میں توشہ
کیا خوب لیچلا ہے صلِّ علےٰ محمدؐ

رکھ لیا نامِ محمدؐ کا جو لکھ کر کاغذ
ہو گئے چاک گنہ کے سرِ محشر کاغذ

گل رخسارِ محمدؐ کی ثنا لکھی تھی
بھر گیا رنگ بنا پھولوں کی چادر کاغذ

کرتا ہوں نعت محمدؐ کے مضامین جو رقم
چوم لیتی ہے زباں قلم اُٹھکر کاغذ

وہ گنہگار ہوں لکھے جو گئے میرے گناہ
ہوگیا شرم سے چھوٹا سا سمٹکر کاغذ

ہے اس آئینہ میں تصویر ثنائے محبوب
واہ کیا خوب ہے قسمت کا سکندر کاغذ

وقتِ تحریرِ غمِ حالِ امامِ شہدا
خوب رویا کیا خامہ سے لپٹ کر کاغذ

بارِ احسان ثنائے نبوی جب نہ اُٹھا
گڑگڑانے لگا کرنے لگا گر کر کاغذ

جب سے کاغذ کو ہے تزئین پئے ناموسی
عاشقانِ نبوی کو ہوا دلبر کاغذ

اِک طرف نامِ خدا ایک طرف نامِ نبیؐ
لکھ کے رکھ دینا سرِ تربتِ اکبر کاغذ

مدہوش معرفت کو ساغر پلا پلا کر
دینگے دعا شرابی پھر ہاتھ اُٹھا اُٹھا کر

اے مرشد طریقت بھردے شراب وحدت
کر دور نقش کثرت دل سے مٹا مٹا کر

جو تجھ پہ مر رہے ہیں کب بے خبر رہے ہیں
تسلیم کر رہے ہیں سر کو جھکا جھکا کر

ہم نے اگر دیا ہے تو تجھ کو سر دیا ہے
اور خاک کر دیا ہے تو نے جلا جلا کر

ادنے غلام تیرا اعجاز ہے سراپا
مُردے کئے ہیں زندہ ٹھوکر لگا لگا کر

وہ ظرف کر عنایت جسمیں رہے یہ لذت
بھر بھر دے جام وحدت جلوہ دکھا دکھا کر

آتی ہے پھر خرابی بہکے ترے شرابی
آنکھیں ہوئیں گلابی ساغر چڑھا چڑھا کر

تحریر فاضلانہ تقریر عالمانہ
تو اور شراب خانہ اکبر خدا خدا کر

جلوۂ وحدت دکھا دے کارساز
پردۂ کثرت اُٹھا دے کارساز

جب میں جانوں کارسازی کو تری
میری بگڑی کو بنا دے کارساز

تو مجھے مل جائے میں تجھ سے ملوں
لوث ہستی کو مٹا دے کارساز

دُور کر نقش حجاب غیریت
عشق اپنے حسن کا دے کارساز

مجھ کو پہنچا دے مزار شاہ تک
اے فلک تجھ کو جزا دے کارساز

جاں بلب ہوں دردِ ہجر شاہ سے
اس مرض کی کچھ دوا دے کارساز

جس سے پہنچوں منزل مقصود تک
ایسا خضر رہنما دے کارساز

مشکلیں اکبر کی سب آسان ہوں
پار بیڑے کو لگا دے کارساز

دل گئے تو ہیں حبیب خدائے غفور پاس
کیوں جابجا تلاش کیا اُن کو دور پاس

لے شاہِ حسن اس کو بلالے حضور پاس
ہے صبر دور ہے جو دل ناصبور پاس

جسدم گئے فلک پہ محمدؐ تو قدس میں
تھا شور دور پاس کہ آئے حضور پاس

کیونکر سہوں میں صدمۂ فرقت ہوں ناتواں
رکھیئے خدا کے واسطے مجھکو حضور پاس

اکبر جو دید چاہیے تو دیوہ شریف چل
ہے تیرے واسطے تو یہی کوہ طور پاس

زوار جیسے کعبۂ اطہر کے آس پاس
پھرتا ہوں میں مزار پیمبر کے آس پاس

بلبل ہوں جیسے جمع گل تر کے آس پاس
پھرتا ہوں روضۂ شہ انور کے آس پاس

اے زائرو مجھے بھی تو شوق طواف ہے
میں بھی پھروں گا لیجلو اُس در کے آس پاس

قطعہ

جبریل ہی نہ تھے شب معراج ہمرکاب
تھے اور انبیاء بھی پیمبر کے آس پاس

مانند گرد باد ہوئے گرد جن و انس
پھرتے تھے سب سواری سرور کے آس پاس

یوں حلقہ زن تھے گرد محمدؐ ملائکہ
ہالہ ہو جسطرح مہ انور کے آس پاس

ہو گی تمام خلق پہ جب مغفرت کھڑی
روز نشور شافع محشر کے آس پاس

تشنہ لبان شربت دیدار روزِ حشر
ہوں گے تمام ساقی کوثر کے آس پاس

اللہ رے شان جنت والا کہ لطفِ حق
سایۂ فگن ہے تیرے ثناگر کے آس پاس

جنت میں جا کے یہ تیری نعتیں اگر پڑھے
حوریں ہوں جمع اس ترے اکبر کے آس پاس

کرتے ہیں اُس شاہ خوباں کو تلاش
جسکی تھی محبوب سبحاں کو تلاش

گم ہوئے دونوں تمہارے عشق میں
دل کو ڈھونڈوں یا کروں جاں کو تلاش

ہم فقیرانہ بسر کرتے ہیں عمر
کیوں کریں ہستی کے ساماں کو تلاش

جب تو ہی خود اے مریجاں مل گیا
کیا کریں پھر دین و ایماں کو تلاش

فخر ہے الفقر فخری پر جسے
کرتے ہیں اُس شاہ شاہاں کو تلاش

جو ہے ارباب توکل کا کفیل
کیجئے اُس میر ساماں کو تلاش

جو کہ ہے اکبر ترا مشکلکشا
دل سے کر اُس شاہ مرداں کو تلاش

حبیب ایزد غفار ہے خاص
محمد احمد مختار ہے خاص

برائے اضطراب دل وظیفہ
مرے حق میں یہ اذکار ہے خاص

خطاب احمد مرسل ہیں لاکھوں
مگر ختم الرسل اے یار ہے خاص

ہوئے لاکھوں پیمبر یوں تو پیدا
مگر اک احمد مختار ہے خاص

سوا اللہ کے کوئی نہیں ہے
رسول اللہ کا دربار ہے خاص

خدائے پاک ہے خود جس پہ مائل
مرا دلبر وہی دلدار ہے خاص

قسم قرآن کی قرآن عشاق
تمہارا مصحف رخسار ہے خاص

محمد مصطفٰے ہم بیکسوں کا
رفیق و مونس و غمخوار ہے خاص

مریضان محبت ہیں ہزاروں
مگر اکبر کو اک آزار ہے خاص

بلبل نہیں ہوں میں گلِ خنداں سے کیا غرض
قمری نہیں ہوں سروِ گلستاں سے کیا غرض

میری تو جان اُس گلِ خوبی پہ ہے نثار
اے عندلیب مجھکو گلستاں سے کیا غرض

ظاہر میں دور ہوں وطن میں ہوں قریب
ہنگامِ وصل ہے غمِ ہجراں سے کیا غرض

سودائی تو نہیں ہوں جو ہو سودائے زلفِ غیر
مجھ کو کسی کے کاکلِ پیچاں سے کیا غرض

دو بھر ہوئی ہے جان غمِ ہجرِ شاہ میں
اے خضر ہم کو چشمۂ حیواں سے کیا غرض

ہم کو تو تم سے کام ہے اے مہرباں ہیں
حور و قصور روضۂ رضواں سے کیا غرض

اے شاہِ حسن اپنے ہی قدموں میں دے جگہ
کشتہ کو تیرے گنجِ شہیداں سے کیا غرض

مقصد دراصل حق کا ثنائے نبی سے تھا
معلوم بھی ہے کچھ کہ ہے قرآں سے کیا غرض

حلقہ بگوشِ عشقِ خط و خالِ مصطفےٰ
رکھیں چمن کے سنبل و ریحاں سے کیا غرض

ہوگا زباں پہ نامِ مبارک لحد میں بھی
وحشی کو تیرے شہرِ خموشاں سے کیا غرض

اکبر تو خود فقیر منش ہے حضور اے
تاجِ شہی و تختِ سلیماں سے کیا غرض

ہوتا ہے میرا اُس شہِ خوباں سے غم غلط
قمری کا جیسے سروِ گلستاں سے غم غلط

ہوتی ہے ہم کو قرأتِ قرآں سے وہ خوشی
جسطرح صبحِ نو کا خوش الحاں سے غم غلط

پہنچے حبیب پاس نبی اللہ خوش ہوا
ہوتا ہے میزباں کا مہماں سے غم غلط

مجھ کو حبیبِ پاک کے کوچہ میں لیچلو
ہوگا نہ میرا روضۂ رضواں سے غم غلط

دل شاد ہو گیا مرا ہوتے ہی چار آنکھ
ہوتا ہے یاں نگاہِ بیکاں سے غم غلط

مشتاق خط سبز رخ پاک مصطفےٰ
اکبر نے ہیں بنا جدول قرآں سے غم غلط

ہر دم رہا تصور زلف نبیؐ میں شاد
اکبر کا ہو گیا شب ہجراں سے غم غلط

لو ہم دیوہ کو جاتے ہیں خدا وارث خدا حافظ
ہمیں حضرت بلاتے ہیں خدا وارث خدا حافظ

چلے شہر خموشاں کو وطن کی بستیاں چھوٹیں
نئی بستی بساتے ہیں خدا وارث خدا حافظ

کسی کی خیر ہو وہ سیر کو جس دم نکلتے ہیں
شجر بھی حال لاتے ہیں خدا وارث خدا حافظ

ہوائے سیر میں جب وہ نظر کرتے ہیں گلشن پر
چمن میں گل کھلاتے ہیں خدا وارث خدا حافظ

ہوا یہ حال بیمار الٰہی الفت کا ترے غم میں
نہ پیتے ہیں نہ کھاتے ہیں خدا وارث خدا حافظ

تمہاری فکر ہے ہر دم تمہارا ذکر ہے ہر دم
تمہارے گیت گاتے ہیں خدا وارث خدا حافظ

کوئی پوچھے کہ اکبر کون وارث کون حافظ ہے
سوئے دیوہ بتلاتے ہیں خدا وارث خدا حافظ

اے ز عکس لمعۂ حسنت فروزاں ست شمع
صورت خورشید عالمتاب تاباں ست شمع

چوں بشکل طفل مادر زاد عریاں ست شمع
زیں حیا در پردۂ فانوس پنہاں ست شمع

طالب و مطلوب در عشق باشد حالتے
چوں بسوز حسرت پروانہ سوزاں ست شمع

آنکہ پروانہ بسوز جلوہ حسنش بسوخت
در فراقش زیں سبب در بزم گریاں ست شمع

شمع ہم پروانہ ساں پروانۂ آں شمع روست
در حرم در دیر در ہر بزم سوزاں ست شمع

چوں نہ گرد آیند مشتاقاں پروانہ ساں
ہم جمال حسن حق در بزم امکاں ست شمع

ہم بدیر ہم بہ کعبہ دیدہ ام کو جلوہ ریز — من نمیدانم کہ ہندو یا مسلمان است شمع
جلوۂ حسنش چرا پروز بر برقع آورد — روشنی شمع بیرونست پنہان است شمع

شمع روا این سوختہ سامانی اکبر بہ بین
بر مزارش کین نباید محض گریان است شمع

نامِ حق سے چاہیئے عنواں شروع — پڑھ کے بسم اللہ کر قرآں شروع
اب بلاتے ہیں شہ کون و مکان — اب نکلنا ہو گیا ارماں شروع
اس میں ہے نعتِ محمد مصطفےٰ — پڑھ کے صلی اللہ کر دیواں شروع
کیجئے جلدی سے کچھ اس کا علاج — ہے ابھی دردِ غمِ ہجراں شروع
عشق محبوب خدا پر ختم ہے — کرتے ہیں لے جب ثنا ایماں شروع
پھر ہوا دامانِ استقلال چاک — پھر ہوئی ہے شورشِ افغاں شروع
نزع میں کیا شرم دکھلاؤ بھی منہ — کرتے ہیں مومن سبھی قرآں شروع

اُس کا یارب خاتمہ بالخیر ہو
جو کرے اکبر کا یہ دیواں شروع

چار جانب ہم نے دیکھا باغ باغ — وصف حضرت کا ہے چرچا باغ باغ
بیل میں بوٹے میں پھل ہیں پھول ہیں — رنگ و بو اسکا سمایا باغ باغ
تجھ سے ہے آباد سر سبز و نہال — بستی بستی صحرا صحرا باغ باغ
دیکھ کر عکسِ گلِ رخسارِ شاہ — اوج پر ہے موج دریا باغ باغ

تیرے سجدہ کو جھکی ہے شاخ شاخ
ذکر سے تیرے ہے تازہ باغ باغ

دونوں جانب ہے ترا لطف و کرم
ہو رہے ہیں دین و دنیا باغ باغ

طائران خوش نوا و مدح گر
اے گل گلزار بطحا باغ باغ

ہجر سے تیرے ہے دریا تشنہ لب
وصل سے تیرے ہی صحرا باغ باغ

نعت اکبر بلبلوں سے جب سنی
ہو گیا گل گل شگفتہ باغ باغ

ہے ترا ہر گل میں جلوہ صاف صاف
ہر بلبل کا ترانہ صاف صاف

وہ دھوئے آپ شفاعت سے گناہ
ہو گیا اعمالنامہ صاف صاف

پائیگا جنت جو ایمان لائیگا
کہہ رہے ہیں شاہ بطحا صاف صاف

ڈر خدا کے قہر سے حال گناہ
سب کہینگے تیرے اعضا صاف صاف

کیوں نہ ہوں قربان کہ ہے جسم آپکا
آئینا اچھا ستھرا ستھرا صاف صاف

بولے عرض مدعا پر ہنس کے وہ
کہہ دو کہہ دو اچھا اچھا صاف صاف

دیکھ اے اکبر فدا ہیں صبح و شام
کالی کالی زلف پیارا صاف صاف

دیکھ لے اے چشم بینا صاف صاف
ہے وہ ہر شے میں چمکتا صاف صاف

مژدہ لا تقنطوا قرآن میں
اے مسلمانوں ہے لکھا صاف صاف

یہ دو شب ہے موئے زلف شاہ
روز روشن رخ سے پیدا صاف صاف

اے صبا سچ کہنا کیا تو نے مرا
حال اُن سے کہہ سنایا صاف صاف

ہوں میں مداح رسول حق شناس
کیوں نہ ہو مرغوب لکھا صاف صاف

اللہ اللہ استغنائے مصطفے
شکل آئینہ سراپا صاف صاف

چل مدینہ کی طرف غافل نہ ہو
ہے یہی دل کا تقاضا صاف صاف

مرحبا اکبر بھی میں کیا صاف گو
حال اُن سب کہہ سنایا صاف صاف

اک میں ہی نہیں احمد مختار کا مشتاق
اللہ بھی ہے آپ کے دیدار کا مشتاق

مذہب ہی مرا شیخ برہمن سے جدا ہے
تسبیح کا قائل ہوں نہ زنار کا مشتاق

دیکھے جو کبھی آپ کے دیدار کا نقشہ
خود عیسیٰ و مریم ہوں اُس آزار کا مشتاق

ہر اب صنمخانہ و کعبہ ہے مجھے ایک
ہوں جب سے میں ابروئے خمدار کا مشتاق

یوں دل ہے فدا عارض گلگونہ پہ تمہارے
جس طرح کہ بلبل گل گلزار کا مشتاق

الجھن ہے مرے دل کی کوئی سلجھائے کہاں تک
ہوں میں تو ترے کاکل خمدار کا مشتاق

اکبر کو بھی موسیٰ کی طرح جلوہ دکھاؤ
ہے یہ بھی تصوّر آپ کے دیدار کا مشتاق

جب سے سینے پہ لگا ہے تیر عشق
نیم بسمل ہو گیا نخچیر عشق

ہوں ازل کے روز سے نخچیر عشق
شیر مادر ہے مجھے شمشیر عشق

جل گیا سوز فراق شاہ سے
آتش غم بن گئی تاثیر عشق

دیکھکر نقشہ تمہارے حسن کا | بن گیا ہوں سر بسر تصویر عشق
بار یاب درگہ والا ہوئے | واہ کیا ہاتھ آئی ہے تدبیر عشق
عید کا دن ہے گلے ملتا ہوں میں | چل رہی ہے حلق پر شمشیر عشق
جب سے ہے اس زلف پیچاں کا خیال | ہوں اسیر حلقۂ زنجیر عشق
جان شیریں کی عوض تیشہ ملا | کوہ کن سے پوچھئے تحریر عشق

حال جسم اکبر عاشق نہ پوچھ
آگ سے معمور ہے تعمیر عشق

بیتاب ہے ہجر کے آزار میں کبتک | دم باقی رہے عاشق بیمار میں کبتک
کیوں دیر لگائی ہے لگا دو کوئی ٹھوکر | کشتی مری ٹکرائی گی منجدھار میں کبتک
اے چشم تمنا تو قدم چوم رہے گی | اس سلسلۂ گیسوئے خمدار میں کبتک
اپنے گل رخسار کا نیرنگ کھلائے | تڑپا کرے بلبل ترے گلزار میں کبتک
پوچھو کوئی اس ساقی کوثر سے کہ ترمیں | عاشق طالب شربت دیدار میں کبتک
حلال مشاکل ہے تری ذات الٰہی | ہوں قید گلوگیری ادبار میں کبتک

اے باد صبا کچھ تو دریافت کہ ہوگی
اکبر کی رسائی ترے دربار میں کبتک

مرے نالے گئے چرخ بریں تک | نہ پہنچے پر نہ پہنچے شاد دیں تک
نہ ہوگا حسن میں تم سا بھی کوئی | فدا ہے تم پہ یوسف سا حسیں تک

جہاں ہے اے فلک محبوب میرا
خدا کے واسطے لے چل وہیں تک

تمنا ہے کہ روضہ پر تمہارے
کروں قربان جان و مال و دیں تک

فدا ہو جاؤں گا میں صورتِ کبک
اگر پہنچا کبھی اُس مہ جبیں تک

نظر ہو جائے گی بس چشم بد دور
اُنہیں او چرخ نواتنا نہیں تک

خدا سے تو ملا دو گے ہمیں تم
پہنچ جاتے کسی صورت تمہیں تک

نہ ہاریں گے کبھی ہمت ہم اے شاہ
تمہارا شوق لیجائے کہیں تک

کروں حال شب اسریٰ رقم کیا
تماشائی تھا خود ماہِ جبیں تک

پے تعظیم استادہ ملک تھے
جھکا تسلیم کو گردوں زمیں تک

بلند آوازۂ اللہ اکبر
شبِ معراج تھا عرشِ بریں تک

نہ کیجئے ظاہر اسرارِ حقیقت
یہ قصہ آپ رہنے دیں یہیں تک

بہک جائیں نہ اہلِ شرع اکبر
رسائی غیر ممکن ہے یقیں تک

چلے کعبہ کو ہم منزل بمنزل
گھٹے گا درد و غم منزل بمنزل

نہ ہمت ہار کعبے کے مسافر
چلا چل دمبدم منزل بمنزل

دکھائینگی تری اُمت کو حوریں
مکانات ارم منزل بمنزل

ارے ہمدم سنا حضرت کی نعتیں
تجھے میری قسم منزل بمنزل

نبیؐ کے لعل کوفہ کے سفر میں
اُٹھاتے تھے ستم منزل بمنزل

گلے سے سینہ سینے سے شکم پر
چلی تیغ دو دم منزل بمنزل

لحد میں قبر میں محشر میں ہو کر
گئے سوئے ارم منزل بمنزل

ہیں رکھتے عرش کے آثار عزت
مکانات حرم منزل بمنزل

مدینے کے سفر کا حال اکبر
پہلو کرتے رقم منزل بمنزل

بشوق پائے بوسی شہ برارے مانم
شوم خاک قدومش من درین فکرے مانم

گہے چوں دانۂ تسبیح باخال رخش گاہے
بزلف ہندوش ہمرشتہ چوں تارے مانم

چناں دربارش کہ عالم فیض می‌یابد
بفکر باریابی ہم درین دربارے مانم

مگر اشکم شود سیلاب کشتی چشم زارمن
بدین امید من چوں ابر دریا بارے مانم

ازاں وقتیکہ نوشیدم شراب عشق آں ساقی
بشکل دیدہ خمار من سرشارے مانم

من آں پابستۂ زنجیر عشقم کز ازل دائم
اسیر حلقہ ہائے کاکل خمدارے مانم

پریشاں حال خستہ تن شکستہ حال اے اکبر
بدیدار جمال آں پری رخسارے مانم

در شان حضرت حاجی گنج علم صاحب قدس سرہ

کیا بڑی سرکار ہے سرکار حاجی گنجعلم
ہے کرامت سے بھری گفتار حاجی گنجعلم

فیض کے موتی بچھے ہیں مزار پاک پر
واہ کیا دربار ہے دربار حاجی گنجعلم

کیوں نہ فیض خوشنویسی پائیں یاں وہ خوشنویس
جنکی لوح مشق ہے دیوار حاجی گنجعلم

جو یہاں آ معتکف ہو جائے وہ روشن ضمیر
ہیں کھڑے درگاہ میں انوار حاجی گنجعلم

ہیں خزانے علم کے معمور اس گنبد میں دیکھ
آ ادھر او طالب دیدار حاجی گنجعلم

حال اکبر پہ ہے یارب عنایت کی نظر
ہے یہ اک ادنی سا خدمتگار حاجی گنجعلم

در شان حضرت غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مرشد ہمارے ہیں غوث اعظم
آنکھوں کے تارے ہیں غوث اعظم

غوثوں میں ان کا ثانی نہیں ہے
ولیوں میں پیارے غوث اعظم

ہم پر ہو چشم لطف و عنایت
ہم تو تمہارے ہیں غوث اعظم

ارض و فلک میں ہے نور ان کا
روشن ستارے ہیں غوث اعظم

آل نبی محبوب داور
ہادی ہمارے ہیں غوث اعظم

بغداد جا کر رو کر کہیں گے
ہم غم کے مارے ہیں غوث اعظم

ہو پار بیڑا اب تو بھنور سے
تیرے سہارے ہیں غوث اعظم

دیکھو تو اکبر نورانی چہرہ
کیا پیارے پیارے ہیں غوث اعظم

مشکل ہے میری کیجئے امداد غوث اعظم
سن لے علی کا قصہ فریاد غوث اعظم

لایا ہوں غم سے در پر فریاد غوث اعظم
ہو کچھ تو میرے حق میں ارشاد غوث اعظم

نخل مراد میرا سرسبز ہو خدا را
تم سے چمن چمن ہے بغداد غوث اعظم

نورِ نظر نبی کے لختِ جگر علی کے
حسنین باصفا کے اولاد غوث اعظم

سنکر مری گذارش کیجے مری سفارش
عرضی پہ میری خوش سے ہو صاد غوث اعظم

پیران پیر ہو تم اب دستگیر ہو تم
در در پھروں میں کبتک برباد غوث اعظم

مولا علی کا صدقہ امداد جلد کیجے
کبتک اٹھاؤں غم کی افتاد غوث اعظم

تیرا غلام ہو کر غیروں کی کھائے ٹھوکر
انصاف کرکے دل میں ہے داد غوث اعظم

اکبر اسیر حرماں ہے در پہ تیرے نالاں
کر دو جہاں کے غم سے آزاد غوث اعظم

ہوتا ہے سدا ذکر خدا کا مرے دلمیں
محبوب الٰہی کا ہے گھر مرے دلمیں

بس جاؤں میں اس ہند سے بس جائے الٰہی
مکہ مری آنکھوں میں مدینہ مرے دلمیں

پڑھتا ہے ہمیشہ کوئی اللہ سا مشتاق
اسمائے محمد کا وظیفہ مرے دلمیں

محبوب کسی طرح سے لے لے مرے دل کو
رہتا ہے ترا چاہنے والا مرے دلمیں

آجائے محبوب خدا بچھ گئیں آنکھیں
آنکھوں کے ہے وہ راہ سے رستہ مرے دلمیں

ہو جلوہ فگن طور کا اور عرش بریں کا
سرمہ مری آنکھوں میں تجلا مرے دلمیں

آتی ہیں محمد ہی محمد کی صدائیں
اکبر ہے محمد ہی سمایا کرو دلمیں

کیوں ہیں نکلیں پیرہن میں شوخیاں
بھول جاؤ گے کفن میں شوخیاں

آئیگی اک دن خزاں مرجھاؤ گے
اے گلو کب تک چمن میں شوخیاں

نابکٹ ان ہوگے اندھیری قبر میں
کر لو خوب اس انجمن میں شوخیاں

ہوگئی خاموش ہوتی ہے سحر
شمع سر کرتی تھی لگن میں شوخیاں

شہر خاموشاں کو جاتی ہے برات
ہو چکیں دولہا دولہن میں شوخیاں

کھیل ہے لڑکوں کا اکبر کی غزل
شعر میں رنگت سخن میں شوخیاں

آمد مصطفے سے ہے پھولا پھلا چمن چمن
اے حبیب ذوالمنن ہے نوا چمن چمن
شادی ہے ہر مقام میں نخل ہیں سب قیام پہ
کلیاں تمام کھل گئیں بلبلیں گل سے مل گئیں
جھومتا ہے شجر شجر تازہ ہوا ہے پھول پھول
ٹھنڈی ہوا ہے آ رہی پتیاں کھل گئی ہیں
باد خزاں کہیں چھپ گئی خوشبو ہوا سے آ گئی
بلبل خوش چہک گئی ڈالی ہر اک مہک گئی
دھوم مچی ہے گل گل پھبنے لگی کلی کلی
سبزہ کی بستی بس گئی خشکی ترس ترس گئی

آئی بہار ہر طرف کھلنے لگا چمن چمن
ٹوٹ گیا وشن وشن ہوا چمن چمن
ڈالیاں ہیں سلام میں سر کو جھکا چمن چمن
شاخیں خوشی سے ہل گئیں ہنسنے لگا چمن چمن
سبز ہوئی روش روش رنگ بھرا چمن چمن
بلبلیں چہچہاتی ہیں صل علی چمن چمن
پھرتی ہے عطر بانٹتی باد صبا چمن چمن
آتش گل دہک گئی عطر بسا چمن چمن
پھول نئی کھلی کھلی تحفہ بنا چمن چمن
آئے ہیں مرسل نبی کالی گھٹا چمن چمن

نعت میں قیل و قال ہو مدحت ذوالجلال ہو
اکبر خوش مقال ہو نغمہ سرا چمن چمن

درمجلس مشتاقاں نہاں بیا جاناں — برابروئے تو جانم قرباں بیا جاناں
درمحفل اغیاراں آئینہ چہ مے بینی — بے روئے تو مے مانم حیراں بیا جاناں
ازمن چہ خطا دیدی پنہاں شدی در پردہ — در قالب بیجانم دہ جاں بیا جاناں
پنہاں مشو از عاشق با عشوۂ معشوق — بر آر گہے از دل ارماں بیا جاناں
بر روئے گل لالہ سنبل بچمن نازد — آفگندہ برخ زلف پیچاں بیا جاناں
گفتا کہ اگر آیم بر من چہ فدا سازی — گفتم کہ برت جانم قرباں بیا جاناں

اکبر بدرت نالاں بر بے سروسامانی
آں جز تو نمے خواہد ساماں بیا جاناں

شور بلبل ہوں میں رنگ گل رعنا میں ہوں — عاشق جلوۂ معشوق سراپا میں ہوں
عشق مجنوں ہوں میں رنگ رخ لیلیٰ میں ہوں — حسن یوسف ہوں میں اندر زلیخا میں ہوں
سولی دینے کے لئے شرع کا فتویٰ میں ہوں — دار پر سر ہے انا الحق کا ترانا میں ہوں
بیل میں بوٹے میں سبزہ میں گل میں — ہر جگہ دیکھ لو مجھ کو وہ تماشا میں ہوں
نرگسی آنکھ سے دیکھتا ہوں اپنی بہار — اپنے جلوہ کے لیے چشم تمنا میں ہوں
لب موسیٰ پہ ہوں رب ارنی کی آواز — لن ترانی کا سر طور ترانا میں ہوں
دیکھ کر میری تجلی کو گرے غش میں کلیم — اور میں کہتا تھا اے یا نہ گھبرا میں ہوں

فرق رکھا ہے یہ میں نے احد و احمدؐ میں
کہ شریعت کے لئے میم کا پردہ میں ہوں

بولتا قالبِ اکبرؔ میں ہوں کس رنگ کے ساتھ
مجھ کو ہر رنگ میں رنگ لو وہ رنگیلا میں ہوں

در شان حقیقت آگاہ عارف باللہ حضرت سید مخدوم فضل حسین شاہ صاحب صادقی
سجادہ بارگاہ عالی جناب حضرت منعم شاہ ادام اللہ فیضہم

فضل پروردگار فضل حسین
فاضل و فضل کار فضل حسین

کیوں نہ ہو کاملیں پر تفضیل
ہیں فضیلت شعار فضل حسین

مصدر فیض مظہر افضال
شاہ عالی وقار فضل حسین

افضل و اعظم و مفضل خلق
فاضل و فضل بار فضل حسین

حامی بیکساں ہو تم پر ہو
کیوں نہ وارث کا پیار فضل حسین

رحمتِ عالمیں کے نورِ نگاہ
رحمتِ کردگار فضل حسین

باغِ وحدت کی باغ کثرت کی
ہیں فضا و بہار فضل حسین

کچھ عنایت ہو فضل وارث سے
ہوں میں امیدوار فضل حسین

ہو نگاہِ کرم کہ اکبرؔ ہے
آپ کا جاں نثار فضل حسین

دیوانۂ عشق شہ ابرار ہمیں ہیں — رسوا سر ہر کوچہ و بازار ہمیں ہیں
یا اُمتی یا اُمتی کہتے ہیں جنہیں آپ — یا شافع محشر وہ گنہگار ہمیں ہیں
جو دیتے ہیں دم نام پہ مرتے ہیں تمہارے — وہ جان سے خفا جینے سے بیزار ہمیں ہیں
سودازدۂ زلف بجز اپنے نہیں اور — اس عشق کے پھندے میں گرفتار ہمیں ہیں
کھایا کئے جو تیر ستم دل پہ ہمیشہ — وہ ہجر کے نخچیر دل افگار ہمیں ہیں
کہتے ہیں سب ایرانی و تورانی و مصری — اس غیرت یوسف کے خریدار ہمیں ہیں

اکبر ہے جنہیں عشق شہنشاہ جہاں کا
وہ مست مئے احدیت آثار ہمیں ہیں

اس در کے گدائے شہ ابرار ہمیں ہیں — بچھڑا ہے خدا وہ ہمیں غدار ہمیں ہیں
پھیلائے ہوئے ہاتھ کھڑے ہیں ترے در پر — وہ بے وطن و مفلس و ناچار ہمیں ہیں
ہر وقت یہی نعرۂ مستوں کا زباں پر — مشتاق جمال شہ ابرار ہمیں ہیں
رہتے ہیں ترے نشۂ الفت میں جو سرشار — اے ساقی تسنیم وہ میخوار ہمیں ہیں
جو دیکھتا ہے تم کو وہی کہتا ہے دیکھو — ان نرگسی آنکھوں کے تو بیمار ہمیں ہیں
بخشائینگے جو حشر میں ہم کو وہ تمہیں ہو — نازاں ہیں جو تم پر وہ گنہگار ہمیں ہیں

اس اکبر عاصی سے فقط اتنا ہی کہدو
گھبراتا ہے کیوں تیرے مددگار ہمیں ہیں

بکتے ہیں ہمیں آپ پہ بیدار ہمیں ہیں — یہ طرفہ تماشا سر بازار ہمیں ہیں

بلبل ہمیں زینت دہ گلزار ہمیں ہیں
ہر پھول میں ہر پھل میں نمودار ہمیں ہیں

دل ہم میں سدا رہتا ہے ہم ہی ہیں دل میں
ہم آپ ہی دلدادہ و دلدار ہمیں ہیں

جو دیکھتے ہیں شانِ خدا حسنِ صنم میں
وہ عشق کی پہنے ہوئے زنار ہمیں ہیں

معلوم نہیں جن کو کہ ہم کون ہیں کیا ہیں
وہ کھوئے ہوئے اپنے طلبگار ہمیں ہیں

ہم شرع میں احمد ہیں حقیقت میں احد ہیں
اٹھ جائے جو یہ پردہ تو اے یار ہمیں ہیں

ہم آپ ہی منصور ہیں اور آپ انا الحق
ہم شرع کو سر دیتے ہیں سردار ہمیں ہیں

لے لے کے مزے چاٹتے ہیں ہونٹوں کو اپنے
اکبر تری شیرینیٔ گفتار ہمیں ہیں

شانِ سبحان ہیں انسان بنے بیٹھے ہیں
جلتے ہیں مگر انجان بنے بیٹھے ہیں

عرش پر نام کو اک شان بنے بیٹھے ہیں
فرش پر کام کو انسان بنے بیٹھے ہیں

کل طریقت کے بتاتے ہیں طریقے اور پھر
کچھ نہیں جانتے انجان بنے بیٹھے ہیں

آپ محبوب نے آپ بلایا سرِ عرش
اپنے گھر آپ ہی مہمان بنے بیٹھے ہیں

آپ ہی بھیجدیا پہلے ہدایت کیلئے
آپ ہی پڑھتے ہیں قرآن بنے بیٹھے ہیں

کیوں نہ سو جان سے ہوں اس ناز و ادا کے قرباں
آج تو آپ مری جان بنے بیٹھے ہیں

کل تو مندر میں برہمن کو دیئے تھے درشن
آج مسجد میں مسلمان بنے بیٹھے ہیں

مل گئے خاک میں بن بن کے ہزاروں پتلے
خلق میں سیکڑوں ایمان بنے بیٹھے ہیں

اکبر اسرار حقیقت سے ہو عاجز اور اک
دونوں عالم ہیں کہ حیران بنے بیٹھے ہیں

دکعبے کے جانے والے تیار ہو گئے ہیں
اب کے بھی ہم الٰہی ناچار ہو گئے ہیں

اول ہمارے اُن کے اقرار ہو گئے ہیں
یاں پیکے جام غفلت سرشار ہو گئے ہیں

اندیشۂ کفن کر اسطرح چل تو تن کر
لاکھوں مکاں بنکر مسمار ہو گئے ہیں

اور مہرباں ہمارے ہوں مہر کے اشارے
آساں ہوں کام سارے دشوار ہو گئے ہیں

اِس سمت سے نظارے اُس سمت سے اشارے
ہم اُن کے وہ ہمارے غمخوار ہو گئے ہیں

گذری ہے تجھپہ کیونکر اُس دل سے پوچھ اکبر
جس دل کو وہ چرا کر دلدار ہو گئے ہیں

بلاوا ہے شب معراج تفصیل سے کہدو
کہا حق نے محمدؐ سے کہے جبریل سے کہدو

کہو یوسف سے عاشق ہو زلیخا کی طرح انپر
ہو قرباں بر ونپر الکی اسمٰعیل سے کہدو

پئے تعظیم حاضر ہو کہ آتا ہے مرا پیارا
رکھے ہاتھوں سے اپنے صور اسرافیل سے کہدو

مرے محبوب کو لائیں مرے مطلوب کو لائیں
بہت تعظیم سے کہدو بہت تفصیل سے کہدو

کرے سامان تشریف آوریٔ سرورِ عالم
نہ بانٹے رزق اتنی دیر میکائیل سے کہدو

مرا محبوب آتا ہے قدمبوسی کو حاضر ہو۔
کرے موقوف قبض روح عزرائیل سے کہدو

مرے محبوب کی اُمت اُتر کر جائے جنت میں
بچھاوے پر صراطِ حشر پر جبریل سے کہدو

دو چنداں روشنی ہو گی مرا چاند آنیوالا ہے
رہے روشن بہار عرش کی قندیل سے کہدو

بلاؤں پر بلاوے آرہے ہیں عرش سے اکبر
محمدؐ کو یہاں لائیں اور بہت تعجیل سے کہدو

مصحف رخسار پر بکھرے ہیں گیسو سو بسو
ہیں مسلمانوں سے جنگ فوج ہندو دو بدو

جستجو نے تیری کیا کیا گل کھلائے سرو قد
کہہ رہی ہے فاختہ گلشن میں کوکو بکو

تیری دوری نے رلایا اسقدر ابر کرم
بہتے ہیں دریا نمط آنکھوں سے آنسو سو بسو

صورت صوفی چمن کا ہر شجر ہے وجد میں
ہے زباں پر قمریوں کی شور یاہو یاہو

خار خار ہجر سے سینہ ہوا ہے چاک چاک
اپنے اکبر کو بلا لے آج گل در رو برو

در دل داری گر عشق خدا قل لا الہ الا اللہ
فرمود محمد صل علیٰ قل لا الہ الا اللہ

در ہر گلشن انداز نظر انوار جمال حق بنگر
بر مظہر حسنش چشم کشا قل لا الہ الا اللہ

اے زاہد خشک دماغ برو در میکدہ رنداں شو
مے گوید قلقل ہر مینا قل لا الہ الا اللہ

دیدم بحضور حق آگاہی پر شور شدہ زماہی
در نہ بزمیں بر اوج سما قل لا الہ الا اللہ

بر تصفیہ دل کوشیدم در ہر سوئے یکرنگی دیدم
فرمود من وارث مولا قل لا الہ الا اللہ

کن روشن شمع شریعت را گر خواہی حسن حقیقت را
بخشاید بر تو پردہ لا قل لا الہ الا اللہ

اکبر کہ شہید ادا برو عرس است امروز بہ بزم ما
در بزم قلش اے شوخ بیا قل لا الہ الا اللہ

قصیدہ در شان حقیقت آگاہ عارف باللہ حضرت سیدنا معروف شاہ صاحب میں دیوہ شریف رحمۃ اللہ علیہ

نور چشم اولیا ہیں حضرت معروف شاہ
عارف ذات خدا ہیں حضرت معروف شاہ

نورِ حق سے کیا جدا ہیں حضرتِ معروف شاہ
سرِ ربِ نورِ خدا ہیں حضرتِ معروف شاہ

اس جہاں کی جاہ حشمت پہ کیا تف بھیجئے
بادشاہِ دوسرا ہیں حضرتِ معروف شاہ

آپکے دربارِ اعلیٰ میں نیا دیکھا کمال
ایک جا شاہ و گدا ہیں حضرتِ معروف شاہ

معدنِ فیضِ ازل ہو جنے دیکھا آپ کو
ہو گئیں روشن نگاہیں حضرتِ معروف شاہ

سید السادات عالی منزلت آلِ رسول
نورِ چشمِ مرتضےٰ ہیں حضرتِ معروف شاہ

کیا سبک روحی سے کر جاتے ہیں طے اک آن میں
منزلِ وحدت کی راہیں حضرتِ معروف شاہ

منزلِ ناسوت کیا ہے محفلِ لاہوت تک
ہیں تمہاری جلوہ گاہیں حضرتِ معروف شاہ

دستگیر اپنا ہے اکبر کون ان دو کے سوا
حضرتِ وارث ہیں یا ہیں حضرتِ معروف شاہ

عیاں اللہ ہی اللہ ہے نہاں اللہ ہی اللہ ہے
یہاں اللہ ہی اللہ ہے وہاں اللہ ہی اللہ ہے

وہ شیریں نام ہے اللہ کا جب اسکو لیتے ہیں
چپک جاتی ہے تالو سے زباں اللہ ہی اللہ ہے

کرو اللہ ہی اللہ دم بدم اللہ خوش ہو گا
وہاں رحمت برستی ہے جہاں اللہ ہی اللہ ہے

گذرتی ہے شہادت پنجگانہ اسکی مسجد سے
ندائے گر یقیں سن لو اذاں اللہ ہی اللہ ہے

الف جزم لام شد ضمہ تشدید کل مدہ
بہارِ گلستاں کا گلستاں اللہ ہی اللہ ہے

ہیں آٹھ اللہ دست و پا میں انگشت میاں ہے
دو طرفہ پڑھ کے دیکھو انگلیاں اللہ ہی اللہ ہے

جو گوش ہوش ہو اکبر من میں تو یہ سن لو
کہ کہتی ہیں سحر کو قمریاں اللہ ہی اللہ ہے

خود راز انا الحق کو وہی کھول رہا ہے | منصور کے پردہ میں خدا بول رہا ہے
لب بند ہوتے ہیں احمد کا بھی کیا نام ہے شیریں | یہ میم تو مصری کی ڈلی گھول رہا ہے
محبوب ہے اللہ کا بازار ازل میں | قیمت ہوئی یوسف کی تو وہ تول رہا ہے
پڑھ پڑھ کے اسے خلد میں جاتے ہیں مسلمان | کلمہ ترے فردوس کے در کھول رہا ہے
دندان شہید آپکا ہے گوہر یکتا | اُمت کے گنہ موتیوں میں تول رہا ہے
حاصل مجھے دولت ہے غم سبط نبیؐ کی | دامن مرا اشکوں سے گہر رول رہا ہے

اکبر نہ ہو اکبر نہ ہو کہتے ہیں فرشتے
جنت میں جو بلبل کی طرح بول رہا ہے

جو صلِ علیٰ سیدنا بول رہا ہے | اللہ کی رحمت کے وہ در کھول رہا ہے
جنت کے مکانوں میں ہیگی تری تہمت | خوش ہو کے محمدؐ سے خدا بول رہا ہے
دیکھ اپنے گریباں میں منہ ڈال کے غافل | عیبوں کو پرائے تو عبث کھول رہا ہے
مت بول بُرا بول نکل جائیگا اک روز | یہ بولتا جو تن میں ترے بول رہا ہے
تم چاہ میں خالق کی گئے عرش بریں پر | یوسفؑ کے نکلنے کیلئے ڈول رہا ہے
اللہ بلاتا ہے محمدؐ کو سر عرش | ہر اک ملک صل علیٰ بول رہا ہے

اکبر کو ملی ہے یہ ترے لطف سے دولت
نعتوں میں ثوابوں کی رقم رول رہا ہے

اُمید کے عقدوں کو وہی کھول رہا ہے | لا تقنطوا رحمت سے خدا بول رہا ہے

آول کا جو ہے میم محمدؐ ہے وہ مصری — اور قند مکرر کو دوم گھول رہا ہے
موسٰی تو ہے طور پہ اور عرش پہ خالق — پردے ترے آنے کے لئے کھول رہا ہے
مارا سرِ ابلیس پہ اُس شخص نے کوڑا — جو صدقِ دل سے لاحول ولا بول رہا ہے
یا ربّ سبک ہو ترے محبوب کی اُمت — میزان میں کیوں انکے عمل تول رہا ہے
کُھل جائے شکن گر تری رحمت کا ہو بانی — دامن میں ہے معصیت کا اک جھول رہا ہے

مقبول خدا کیوں نہ ہوں اکبر تری نعتیں
حقا کہ زباں پر تری حق بول رہا ہے

محشر میں شفاعت کے گہر تول رہا ہے — سب مول رہے ہیں تو فقط بول رہا ہے
یوسف کے خریدار ہوئے مصر میں پیدا — اور عرشِ معلّٰی پہ تو انمول رہا ہے
ناری ہُوا شیطان جو کیا سجدے سے انکار — دوزخ میں گرا کر ہی بڑا بول رہا ہے
دیکھو تو سہی پلہ نیکی کو جھکایا — کس شان سے اُمت کے عمل تول رہا ہے
اِس امتِ عاصی پہ ذرا پیار تو دیکھو — نہالن بھی محمدؐ کی طرف بول رہا ہے
احمد بنا جس نے ہُوا یاد احد اُسکا — یہ میم مصیبت کی گرہ کھول رہا ہے

اکبر ترا ہر حرف ہے یا خلد کی کلیاں
ہر شعر ترا موتیوں کے مول رہا ہے

شبنم سے جو ہر غنچہ ادھ کھول رہا ہے — یہ خط محمدؐ کے لئے تول رہا ہے
جو حکم محمدؐ ہے وہ فرمانِ خدا ہے — اِس نور کی تصویر میں حق بول رہا ہے

لائے ہیں جو ایماں محمد پہ وہ آئیں — رضواں درِ گلزارِ جناں کھول رہا ہے
دی جانور و سنگ نے کلمہ کی شہادت — طوطی ترے اعجاز کا کیا بول رہا ہے
تھے نالہ و فریاد و فغاں ہجر نبی میں — جنگل میں بھی ہمراہ مرے غول رہا ہے

حسنین کے اندوہ سے مجروح ہے اکبر
قاسم کا الم تیغ کا سم گھول رہا ہے

جو نعت محمد کے گہر تول رہا ہے — وہ خلد میں جائیگا وہ انمول رہا ہے
میں بندۂ عاصی ہوں ترا بخشندہ ہے غفار — دفتر مرے اعمال کے کیوں کھول رہا ہے
روتا ہوں میں ہنستا ہے وہ کیا لطف ہے دیکھو — میں بول رہا ہوں وہ گہر تول رہا ہے
گل ہیں ترے رخسار تو شبنم ہے پسینہ — دندان ترے موتی ہیں تو انمول رہا ہے
رہ جاتا ہے وہ سدرہ پہ تو جاتا ہے تا عرش — جبرئیل پر اڑنے کے لئے کھول رہا ہے
لیتی ہے گھٹا چاند کی جھک جھک کے بلائیں — یا کاکلیں رخسار پہ تو کھول رہا ہے

اکبر تجھے کیونکر نہ کہوں خلد کی بلبل
پھولوں میں تجھے رنگ سخن تول رہا ہے

زلفیں رخِ پر نور پہ تو کھول رہا ہے — یہ کالی گھٹا چاند پہ کیوں تول رہا ہے
ہر شعر مرا پھول ہے اک مولسری کا — ہے آمیں ثنا مولا کی انمول رہا ہے
پھرتے ہیں ہمیشہ مہ و خورشید فلک گرد — گنبد ترے ایواں کا کیا گول رہا ہے
اس بزم میں پڑھتے درود آ کے فرشتے — گستاخ ہے بے فائدہ جو بول رہا ہے

ہے پتیوں میں پھول کی بلبل کو تری یاد
حافظ ہے قرآن کے ورق کھول رہا ہے

ہر ناز میں انداز ہے ہر بات میں اعجاز
وہ ہو کے رہیگا کہ جو تو بول رہا ہے

کہتے ہیں صریر اسکو دمِ نعت محمدؐ
اکبر کا قلم صلِّ علےٰ بول رہا ہے

ہر دانت دہن میں ترے انمول رہا ہے
تو پھول کے کانٹے میں گہر تول رہا ہے

مداح ہوں مدفن میں کرم خلد کی جانب
کھڑکی مرے جانے کے لئے کھول رہا ہے

دربارِ الٰہی میں کسے تابِ سخن ہے
اُمّت کی شفاعت کو وہی بول رہا ہے

کہدے کوئی اک ہندی مسافر ہے بستر
کوچہ میں بچھانے کیلئے کھول رہا ہے

پانی تری رحمت کا برس جائے الٰہی
ہر شخص دعا گو ہے یہی بول رہا ہے

اکبر کو سخن خالق اکبر سے عطا ہے
میزانِ فصاحت میں گہر تول رہا ہے

کس پیار میں حضرت سے خدا بول رہا ہے
محبوب ہے مرغوب ہے انمول رہا ہے

اک قند ہے اک شہد ہے دو میم محمدؐ
اور دال در بہشتِ جناں کھول رہا ہے

ہے ظلم محمدؐ پہ بجز صلِّ علےٰ کے
جو محفلِ میلاد میں کچھ بول رہا ہے

بازارِ محمدؐ میں چلو عشق خدا لو
سودا یہ وہ سودا ہے کہ انمول رہا ہے

پھولوں میں یہی نکہت ہے غنچوں میں یہی بو
منقار میں بلبل کی یہی بول رہا ہے

دی آبرو اسلام سے ایماں ہے تو نے
عالم میں شریعت کو گہر تول رہا ہے

اکبر ترے دربار میں آیا ہے الٰہی
اور دفتر نعت نبوی کھول رہا ہے

جا خلد میں امت سے خدا بول رہا ہے
وا روضۂ در باغ جناں کھول رہا ہے

ڈھک عیب مرے تو ہی کہ ہر بار یہ یارب
ہر عضو گواہی کے لئے بول رہا ہے

فردوس میں امت کے لئے لطف الٰہی
کوثر کے پیالوں میں عسل گھول رہا ہے

کیا شانِ محمدؐ ہے کہ موسیٰ بھی خدا سے
امت میں خود آنے کے لئے بول رہا ہے

منظور ہے زر کرنا نچھاور شہ دیں پر
گلشن میں ہر اک غنچہ گرہ کھول رہا ہے

کیا وصف ہو برقع رخ روشن سے اٹھا کر
یہ حُسن خداداد تو خود بول رہا ہے

کیوں ہونٹوں کو سب چاٹتے رہ جائیں نہ اکبر
ہر مصرع ترا شہد جناں گھول رہا ہے

مومن ہے وہ جو صلِّ علیٰ بول رہا ہے
دارین میں نیکی کی رقم رول رہا ہے

سب ارض و سماوات بنے واسطے تیرے
ہیں جتنے نبی سب میں تو انمول رہا ہے

اک عیب میں اک شوق میں دیوانے ہیں دونوں
خاموش ہے کاغذ تو قلم بول رہا ہے

خامہ مرا کاشانہ ہے وہ گلزارِ سخن کا
نعتِ شہ عالم کے گہر تول رہا ہے

دل عاشق شیدا کا کہیں طور نہ بن جائے
برقع رخِ پر نور سے کیوں کھول رہا ہے

ہے دائرہ وصل کی قوسین میں صورت
او ادنیٰ معما ہے کہ بس گول رہا ہے

مداح محمدؐ ہوں مرا نام ہے اکبر
بلبل تو مرے سامنے کیوں بول رہا ہے

جاتی ہے رائیگاں کہیں محنت نماز کی
حق یہ جزا ہے گلشن جنت نماز کی

آتی ہیں ذوالجلال کی کیا کیا تجلیاں
دل کھل گیا جو بندھ گئی نیت نماز کی

مانگے گا جو دعا وہی ہو جائیگی قبول
جتنے ادا ہوں حُسنِ عقیدت نماز کی

سبحانک اللّٰھم بالحمد و قل رکوع
پھر سجدہ ایک ہو گئی رکعت نماز کی

کر لو ادا شباب میں اے کم سنو کہ پھر
ہوگی کہاں ضعیفی میں طاقت نماز کی

جو جو شہید تیغ ادائے نماز ہیں
ہر عضو دیگا اُن کی شہادت نماز کی

کیا جانے کل کہاں ہو یہ اور کس جگہ ہو تم
اکبر سے آج سُن لو نصیحت نماز کی

فرضِ خدا ہے کیوں نہ ہو الفت نماز کی
قرآں میں کی ہے حق نے ہدایت نماز کی

جو بے نماز مرتا ہے چالیس گام تک
اُلٹا گھسیٹتی ہے شریعت نماز کی

ہو دست بستہ وصف غفور الرحیم میں
کھولو زباں کو باندھ لو نیت نماز کی

ہوتا نہیں ہے کچھ بھی اثر بے نماز کو
تاکید جا بجا ہے نہایت نماز کی

غلمان و حور و کوثر و تسنیم و میوہ جات
یہ ساری نعمتیں ہیں بدولت نماز کی

ہے اس خوشی کی دھوم کہ خالق سے ہے وصال
بجتی ہے پانچ وقت جو نوبت نماز کی

جنت بنے گی قبر میں اکبر نماز سے
آئیگی بن کے حور کی صورت نماز کی

سر کے بل کعبے کو چلنے دو مجھے
جان بیکس ہوں نکلنے دو مجھے

ہیں نگاہیں میری مولا پر نثار / مور چھل پلکوں سے جھلنے دو مجھے
لا کے طیبہ میں کہاں کو لے چلے / اب سجاؤں گا مچلنے دو مجھے
ہوں سراپا حسرت پا بوس شاہ / اُن کے قدموں میں کچلنے دو مجھے
ہوش ہیں پروانہ رخِ محبوب پر / شمع کی مانند جلنے دو مجھے
دیکھنے دو اُن کے روضہ کی بہار / ہوں ہوائے شوق چلنے دو مجھے
تندرستی گر مری منظور ہے / اُن کے کوچہ میں ٹہلنے دو مجھے
پھر مدینہ جاتا جاتا رہ گیا / پھر کفِ افسوس ملنے دو مجھے
تیغ عشق مصطفیٰ کے زخم ہیں / ان نئے پھولوں سے پھلنے دو مجھے
بخشوائے سب گنہ خوش کر دیا / جسقدر اچھلوں اچھلنے دو مجھے
سبزہ کو لگنے دو خاک قبر پر / کپڑے مخمل کے بدلنے دو مجھے

ہوں لبِ گلرنگ پر اکبر نثار
لعل مدحت کے اگلنے دو مجھے

ترے وصف میں گلبدن کیسے کیسے / سناتے ہیں رنگیں سخن کیسے کیسے
محمدؐ کی اُمت کو فردوس میں ہیں / مکاں کیسے کیسے چمن کیسے کیسے
جہاں ہوتا ہے شہ کا ذکر ولادت / مہک جاتے ہیں انجمن کیسے کیسے
دم واپسیں ظلمت قبر محشر / عدم کے ہیں سنتے محن کیسے کیسے
بہی شرم تھی شرم آلِ نبیؐ کی / پڑے ہیں جواں بے کفن کیسے کیسے

نبیؐ کے نواسوں نے امت کی خاطر
سہے درد و رنج و محن کیسے کیسے

سحر کو اسی غم میں روتی ہے شبنم
ملے خاک میں گلبدن کیسے کیسے

نہ پوچھو جدائی میں دن زندگی کے
گذارے ہیں شاہِ زمن کیسے کیسے

امیرِ عرب دیکھ لو در پہ آ کر
ہیں حاضر غریب الوطن کیسے کیسے

حضوری میں رکھے گا اکبر کو ہر دم
سناتا ہے شعر و سخن کیسے کیسے

مرا جنت میں کاشانہ جو پہلے تھا اب بھی ہے
زباں پہ تیرا افسانہ جو پہلے تھا سو اب بھی ہے

چھلکتے بادۂ گلرنگ حدِ اپنے مستوں پر
ترے ہاتھوں میں پیمانہ جو پہلے تھا سو اب بھی ہے

نہ پوچھو حال مدہوشِ نگاہِ ناز ساقی ہوں
مرا اندازِ مستانہ جو پہلے تھا سو اب بھی ہے

وہ شاہِ حسن دیکھے یا نہ دیکھے اُسکے کوچہ میں
مرا بسترِ فقیرانہ جو پہلے تھا سو اب بھی ہے

ہو الظاہر ہو الباطن ہو الاول ہو الآخر
نظر آ آ کے چھپ جانا جو پہلے تھا سو اب بھی ہے

نہیں معلوم کس جانب نگاہِ لطف ہے تیری
یہ کعبہ ورنہ بتخانہ جو پہلے تھا سو اب بھی ہے

بہارِ بےخزاں ہو تم نرالی شان ہے تم میں
تمہارا حسن جانانہ جو پہلے تھا سو اب بھی ہے

سقاہم ربہم کی کیف سے سرشار ہوں ساقی
مرا کوثر یہ میخانہ جو پہلے تھا سو اب بھی ہے

فقیری بھیس میں آیا ہے پھر کچھ مانگنے اکبر
ترا دربار شاہانہ جو پہلے تھا سو اب بھی ہے

محمدؐ سے وصلِ خدا ہو رہا ہے
جدائی کا پردہ جدا ہو رہا ہے

جو بندہ و غلام آپکا ہو رہا ہے — وہ عالم کے غم سے رہا ہو رہا ہے

ہر انداز پہ بخشی جاتی ہے اُمت — اداؤں کا حق آج ادا ہو رہا ہے

محمد کا ہے نور شمس و قمر میں — اُجالا سمک تا سما ہو رہا ہے

وہ پہونچا وہاں آسمانوں پہ لیکن — ابھی یہ گیا وہ ہو رہا ہے

فرشتوں کا انساں کا جن کا پری کا — محمد پہ دل مبتلا ہو رہا ہے

جہاں کے حسینوں کی پروا نہیں ہے — جمالِ نبی دل ربا ہو رہا ہے

پڑے ہیں یہ غفلت کے آنکھوں پہ پردے — روا نا روا سب روا ہو رہا ہے

پہ چل ناؤ اُمت کی پل سے اُتر کر — حبیب خدا نا خدا ہو رہا ہے

ہیں معراج شب میں عجب رنگ رلیاں — شب قدر ہے رت جگا ہو رہا ہے

جگا دو نصیب اکبر مبتلا کا
پڑا سو رہا ہے خفا ہو رہا ہے

اے خفتگان خاک وہ صورت کہاں گئی — عشوے کہاں گئے وہ نزاکت کہاں گئی

دارا کو دیکھئے کہ وہ لشکر کہاں گیا — رستم سے پوچھئے وہ شجاعت کہاں گئی

کہتی ہیں بادشاہوں کی تربت پہ بیکسی — وہ جاہ وہ سپاہ وہ حشمت کہاں گئی

شداد سے کہو کہ وہ باغ ارم کہاں — قارون سے پوچھئے کہ وہ دولت کہاں گئی

کیسے حسین کی قبر پہ کانٹوں کی باڑ ہے — وہ پھول سا بدن وہ نزاکت کہاں گئی

معشوق بھی یہاں ہوئے عاشق کی طرح خاک — وہ شوخیاں کہاں وہ شرارت کہاں گئی

پوچھو جو نیچے خاک کے سوتے ہیں بادشاہ
اُنکی وہ اونچی اونچی عمارت کہاں گئی

دیکھا نہ پھر کے خاک کے نیچے دیا چلے
اے دوستو وہ چشم مروت کہاں گئی

جو یار ہمکنار تھے سب آنکھ بچتے ہی
آنکھیں بدل گئیں وہ محبت کہاں گئی

چھن چھن کے خاک گرتی ہے تختوں سے قبر میں
چھتگیری سے سجی ہوئی وہ چھت کہاں گئی

اکبر کی جم کی خسرو کی تربت پہ پوچھئے
وہ سلطنت وہ شان وہ شوکت کہاں گئی

گلوں میں تجلی تری مل رہی ہے
محبت سے ہر اک کلی کھل رہی ہے

سُنی کس سے گلشن میں نعتِ محمدؐ
کہ ہر ایک شاخِ شجر ہل رہی ہے

درودِ محمدؐ سے خاموش کیوں ہو
ارے غافلو کیا زباں سل رہی ہے

جو دیکھا حلیمہ نے حسنِ محمدؐ
تو ہاتھوں میں تھامے ہوئے دل رہی ہے

نہیں تیرا جلوہ چمن میں تو پھر کیوں
یہ بلبل گلوں کے گلے مل رہی ہے

نکلکر ہو قربان اے جانِ مضطر
قریب اب مدینہ کے منزل رہی ہے

سرِ قبر اکبر نہ تھا کوئی ہمدم
فقط شمع روتے میں شامل رہی ہے

دنیائے فانی ہے آنی جانی
اللہ باقی من کل فانی

کہتے تھے موسیٰ جلوہ دکھلائے
آواز آئی کہ لن ترانی

بخشے گا یارب تو ہی خطائیں
شرمِ گنہ سے ہوں پانی پانی

ہے ناز بیجا اے نوجوانو
گل کا تبسم ہے نوجوانی

خاموش سوتے ہو مقبروں میں
شاہ ہو کہاں ہے وہ حکمرانی

اے موت تو نے غارت کئے ہیں
اورنگ شاہی تاجِ کیانی

کفنی میں ہو کر مدفن میں سو کر
بھولوگے کمخواب و کامدانی

جب ہم نہ ہوں گے اکبر جہاں میں
کس سے سنو گے یہ نعت خوانی

ملکِ عرب کی شیریں زبانی
تیری فصاحت کی ہے نشانی

کہتا تھا خالق محبوب آجا
ہے تیری میرے گھر میہمانی

جینے نہ دے گی تیری جدائی
ہے پھولوں کے دیتا سوزِ نہانی

حضرت خبر لو بیمار غم کی
یوماً فیوماً ہے ناتوانی

رضواں سے اچھا جسکو کہ شاہا
روضے کی تیرے ہو پاسبانی

جواہل دیں ہیں قبروں پہ انکی
برسادے مولا رحمت کا پانی

ایران میں لاکھوں گذری ہیں بلبل
اکبر کہاں تھی یہ گلفشانی

حضرت پہ ہے حق کی مہربانی
روشن ہے سارا رازِ نہانی

حضرت کی مدحت تجھ سے ہو بلبل
سیکھیں ہیں کس سے باتیں بنانی

محبوب خالق کس کو بناتا
تینوں میں ان کا ہے کون ثانی

ہے ناز ہم کو آتا ہے تمکو
عیبوں کا ڈھکنا بگڑی بنانی

میرا سخن ہو مقبول عالم
اُس قدرداں کی ہے قدردانی

اے حاجیو تم جاکر مدینے
سب حال میرا کہنا زبانی

اکبر چلو اب طیبہ کی جانب
چھوڑو یہاں کے قصّے کہانی

فصلِ بہارِ گل ہے خزانی
فانی ہے رنگ حسن جوانی

جلوے نے تیرے کیا گل کھلائے
پھولوں کی رنگت ہے زعفرانی

قرآن نے تیرے منسوخ کردیں
جتنی کتابیں تھیں آسمانی

بخشا نے آؤ محشر میں مولا
کاندھے پہ ڈالو بردِ یمانی

تیرے نواسے تھے وہ بہادر
لاکھوں کو مارا بے دانہ پانی

مدہوش کردے کوثر سے بھردے
اک جام صہبائے ارغوانی

باغِ جناں کی بلبل ہوں اکبر
لایا ہے دنیا میں دانہ پانی

دو چار دن کی ہے زندگانی
آپس میں مل لو یاران جانی

جو متقی ہیں وہ جنتی ہیں
جل جل مریں گے دوزخ میں زانی

حق مہرباں ہے اُس پر کہ جس نے
صرف عبادت کی زندگانی

جنت میں تھے ہم راحت سے بےغم
لائی ہے سیرِ دنیائے فانی

یہاں بھی بہار فصل چمن ہے
ہو جائیں یارب جنت میں داخل

خدمت ملی ہے مدحت ثنائی
حضار جلسہ محفل کے بانی

اکبر وہ ہوگا محشر میں نادم
جس نے نصیحت تیری نہ مانی

سیاح گلزار لامکانی
طوبائے جنت ہے تیرا قامت
شان خدا میں حسن ادا میں
شہ کی بدولت ہم کو ملیں گے
سیروں کو نہر خدمت کو غلماں
پیدا ہوئے شہ ٹوٹے زمیں پر

عاشق ہیں تیرے انسی جانی
کیا وصل شمشاد گلستانی
حضرت ہیں اول یوسف ہیں ثانی
حور و قصور و یاقوت کانی
جنت کے میوے کوثر کا پانی
برج مکان نوشیروانی

اکبر وہ گل ہوں میرٹھ میں جس سے
ہے رنگ بزم میلاد خوانی

ہر گل ہے جلوہ گاہ محمد نور کی
غنچوں میں عطر بیز ہے خوشبو حضور کی
رحمت نے آکے جوش کیا غرق کشتیاں
ہم عاصیوں کو بخش گئی پاک کر گئی
کہتے تھے بت زمانہ ہلاکت کا آگیا

بلبل چہک رہی ہے ثنا میں حضور کی
نیرنگیاں ہیں گل میں محمد کے نور کی
عیبوں کی معصیت کی خطا کی قصور کی
آئی جو موج رحمت رب غفور کی
آمد ہے آج شافع یوم النشور کی

مسند بچھینگے اُمتِ حضرت کو خلد میں — آرام کی فضا کی خوشی کی سرور کی
ہر اہلِ دیں کیواسطے حوروں کے ہاتھ میں — رنگیاں صراحیاں ہیں شرابِ طہور کی

اکبر خدا کے فضل سے جنت کے ساتھ ساتھ
پڑھتا ہُوا میں جاؤں گا نعتیں حضور کی

آنکھوں میں روشنی ہے محمد کے نور کی — بجلی چمک رہی ہے لگا ہو منیں طور کی
عطرِ عرق سے لٹکی ہیں شاخوں میں شیشیاں — ہر برگِ گل میں آتی ہے خوشبو حضور کی
جنت میں ایک شعر پہ ملتا ہے ایک بیت — لکھے جو نعت شافعِ یوم النشور کی
نیچا ہی دیکھتے ہیں سدا جن کو خو ہوئی — نخوت کی سرکشی کی حسد کی غرور کی
یارب سیاہ کار ہوں بہرِ حسن حسینؑ — تربت میں روشنی محمدؐ کے نور کی
آیا ہوں تیرے در پہ مسافر تھکا ہُوا — ہر استخوانِ سفر نے مری چور چور کی

اکبر کیا سوال جو منکر نکیر نے
دونگا سرِ مزار دوہائی حضور کی

سرِ عرش خلوت سرا ہو رہی ہے — جدائی نبیؐ سے جدا ہو رہی ہے
چھما چھم برستا ہے رحمت کا پانی — شفاعت کی ہر سو گھٹا ہو رہی ہے
نرالے حسینوں سے ہے تو نرالا — نرالی تری ہر ادا ہو رہی ہے
زباں پر فرشتوں کی صلِ علیٰ ہے — کہ بزمِ حبیبِ خدا ہو رہی ہے
شہا در سے مایوس کس طرح جاؤں — یہاں پرسشِ ہر گدا ہو رہی ہے

جدائی میں اِک اِک گھڑی گن رہا ہوں
کہ ہر سانس دامِ بلا ہو رہی ہے

تجھے رنگ نے یار نے وارث نے اکبر
کہ کفنی تری جوگیا ہو رہی ہے

یہاں ہم سے سرزد خطا ہو رہی ہے
وہاں مغفرت کی دعا ہو رہی ہے

اُدھر مشتعل ہیں جہنم میں شعلے
اِدھر بخشوا بخشوا ہو رہی ہے

نبیؐ کی محبت میں جاں دے رہا ہوں
گناہوں کی قیمت ادا ہو رہی ہے

چلی روح تن سے سوئے باغِ طیبہ
کہ بلبل قفس سے رہا ہو رہی ہے

شبِ ہجر ہو دور زلفوں کا صدقہ
مرے سر پہ کالی بلا ہو رہی ہے

ذرا ہنسکے تم کھول دو رخ پہ زلفیں
چمکتی ہے بجلی گھٹا ہو رہی ہے

نہیں ہوتی اکبر کی کیوں مشکل آساں
بھی کیا دیر مشکلکشا ہو رہی ہے

بانکی ادا دکھا جا تیرِ دکمان والے
قربان ہو نہیں تجھپر اونرک نشان والے

جب دل میں تو مکیں ہے او لامکان والے
پھر کیوں تلاش میں ہیں دونوں جہان والے

گر تو ہے جا سو میں پھر کیوں ہیں جستجو میں
ساتوں زمین والے سات آسمان والے

مسجد میں میکدہ میں کعبہ میں بتکدہ میں
ہر جا مکاں ہے تیرا او لامکان والے

جانا کدھر ہے غافل ہے اسکی دور منزل
گمراہ ہیں ہزاروں اہلِ کاروان والے

اِک گلبدن کی جانب ڈالی میں بھیجتے ہیں
خوش رنگ پھول لا دے او گلستان والے

مسجد میں دستِ تہ پوچھا تھا راز تیرا
کانوں میں ہاتھ رکھ کے چپ تھے اذان والے

عبرت کی جا ہی اکبر دیکھے ہیں ہم نے اکثر
نیچے زمیں کے سوتے اونچے مکان والے

قربان جو نبی پر ایمان ہے تو یہ ہے
زاہد جناں کا رستہ آسان ہے تو یہ ہے

مرغوب اولیا ہے مطلوب انبیا ہے
محبوب کبریا ہے انسان ہے تو یہ ہے

یا رب ہب لی امت کہتے سر قیامت
آئینگے میرے حضرت پہچان ہے تو یہ ہے

مخدوم انس و جان ہے شہزادۂ سلاں ہے
مختار دو جہاں ہے سلطان ہے تو یہ ہے

مولا درود پڑھ کر دم نکلے تیرے در پر
امید ہے تو یہ ہے ارمان ہے تو یہ ہے

ذاتِ خدا میں واصل محبوب خوش شمائل
عرشِ بریں کے قابل مہمان ہے تو یہ ہے

اکبر کی معصیت کا کچھ بھی تھا ٹھکانا
حضرت نے بخشوایا احسان ہے تو یہ ہے

جب ذرا مسکرا دیا تم نے
باغ میں گل کھلا دیا تم نے

ہو وہ محبوب اپنی امت سے
باغ جنت سجا دیا تم نے

جو نہ دیکھا تھا ہمنے آنکھوں سے
وہ تماشا دکھا دیا تم نے

گمرہوں کو خدا سے ملنے کا
سیدھا رستہ بتا دیا تم نے

جو ملا تم سے سرورِ عالم
اسکو حق سے ملا دیا تم نے

حق نے فرمایا بخشدی امت
جب ذرا لب ہلا دیا تم نے

جسنے جا کر کہا کہ پیاسا ہوں
آبِ کوثر سے پلا دیا تم نے

عطر کی اصل کیا پسینے سے
باغ عالم بسا دیا تم نے

جس میں ہیں غزل لکھی اکبر
گل مضموں کھلا دیا تم نے

شکر ہے بخشوا دیا تم نے
باغ جنت دلا دیا تم نے

دھوم کونین میں ہے آمد کی
کُل میں ڈنکا بجا دیا تم نے

تخت اوندھے کیے شیاطیں کے
بختِ اُمت جگا دیا تم نے

دین اسلام کو جلا دیدی
کافروں کو جلا دیا تم نے

لات و عزّا تھے ایک ٹھوکر کے
قصرِ کسریٰ گرا دیا تم نے

مژدۂ لا الٰہ الا اللہ
اے رسول خدا دیا تم نے

بے زبانوں کو سنگریزوں کو
اپنا کلمہ پڑھا دیا تم نے

کیا کمی ہے خدا کے گھر جو کچھ
مانگا ہے ہمنے دلا دیا تم نے

روضۂ اکبر کو اور دکھلا دو
سب کچھ اسنے لیا دیا تم نے

دل عاشقوں کے جبتک پاؤں سے مل نہ آئے
اُس شوخ دلربا کو آرام کل نہ آئے

اے بادشاہِ خوباں عاشق مزاج بندے
کیا آئے تیرے در پر جو سر کے بل نہ آئے

عشق وہ بلا ہے جسپر ہو میل اسکی
سوکھے درخت ایسا پھر پھول پھل نہ آئے

بخشیگا تو ہی یارب وہ جرم کا ہوں میں
جس سے بجز گنہ کے کوئی عمل نہ آئے

اے چشم نم ٹھہر جا ہے داغ داغ سینہ
یہ باغ آبلوں کے پھولوں سے پھل نہ آئے

قاصد یہ جا کے کہنا ہم تو چلے عدم کو
تم خوش رہو ہمیشہ کوئی خلل نہ آئے

روتا ہے کیوں لپٹ کر تربت سے او ستمگر
ہٹ جا کہ لاش اکبر باہر نکل نہ آئے

اب دل میں سمائی ہے کہ دیوانے بنیں گے
مجنوں کی طرح اپنے بھی افسانے بنیں گے

زاہد سے کہو خلد کی حوروں میں کرے عیش
مستوں کے لئے عرش پہ کاشانے بنیں گے

ہم عشق کے کافر ہیں نہ پوجینگے بتوں کو
کعبے کے مکانوں میں بھی بتخانے بنیں گے

نکلے گی الجھکر دل صد چاک سے حسرت
سلجھائیں گے زلفیں تری ہم شانے بنیں گے

اے شمع رخ یار نہ زلفوں کا دہواں دے
جلنے کو ہم آئے ہیں کہ پروانے بنیں گے

مستوں کو ہو مژدہ کہ پئیں آ کے شرابیں
جنت میں مری خاک کے میخانے بنیں گے

اکبر کو ادب والوں کی محفل میں نہ لیجائیں
جو دیکھیں گے اسکو وہی دیوانے بنیں گے

نغمۂ بردا سنایا یار نے
آگ کو گلشن بنایا یار نے

اپنے میخانہ سے دیکر جام عشق
اپنا متوالا بنایا یار نے

یار کو لیلی نے مجنوں کر دیا
قیس کو بن بن پھرایا یار نے

پاس احمد کو بلا کر عرش پر
میم کا پردہ اٹھایا یار نے

خضر بنکر گمرہوں کو دشت میں
دیر میں بنکر برہمن بنکے بت
بھیجکر وحی و صحیفے خلق میں

راستہ سیدھا بتایا یار نے
اپنے سجدے میں جھکایا یار نے
اپنا افسانہ سنایا یار نے

گر پڑے اکبر بھی موسےٰ کی طرح
رخ سے جب پردہ اٹھایا یار نے

بھر دے کوئی چھلکتا ساغر شراب والے
ہو جائے مہربانی کبتک یہ لن ترانی
کرتے ہیں تیری کن لیتے ہیں نام تیرا
سجدہ کروں صنم کو یا سنگ کعبہ چوموں
ڈھونڈا تو کھو گئے ہیں پایا تو ہو گئے ہیں

ہو جاؤں میں جسکو پی کر بیتاب بے تاب والے
اب تو نقاب اُٹھاؤ رخ سے نقاب والے
وید و پران والے چاروں کتاب والے
ہر شے میں شان تیری ہے او حجاب والے
بیہوش ہوش والے بیتاب تاب والے

اب تو صنم کے در پر سجدہ کریں گے اکبر
جنت میں جو مزے ہیں لوٹیں ثواب والے

اے مرشد طریقت خوش رنگ رنگ رنگ دے
دلمیں سرور آئے آنکھوں میں نور آئے
یا تو شراب دیجے ورنہ جواب دیدے
واعظ کا ہے بہانا حوروں سے دل لگانا
برسوں خمار آئے جسکا نشہ نہ جائے

دکھلا نقش کثرت خوش رنگ رنگ رنگ دے
ہو شوخ جسکی رنگت خوش رنگ رنگ رنگ دے
یا ساقی طریقت خوش رنگ رنگ رنگ دے
مانگے ہے کون جنت خوش رنگ رنگ رنگ دے
دے ایسا جام شربت خوشتر رنگ رنگ دے

رنگین رنگ والے جو رنگ ہوں نرالے
خوش فام خوبصورت خوشرنگ رنگ دے

اے ہادیٔ طریقت اکبر پہ ہو عنایت
ہو جائے غرق وحدت خوشرنگ رنگ دے

بشر سے ہو نہیں سکتی صفت مرقوم وارث کی
زمیں سے عرش تک ہے دو جہاں میں دھوم وارث کی

سوا وارث کے کیا جانے کوئی شانِ الٰہی کو
بجز یزداں کے کسکو شان ہے معلوم وارث کی

نہوں کیوں شرق سے تا غرب اسکے تابع فرماں
کہ ہر دو جہاں کی سلطنت محکوم وارث کی

نئے انداز کے اعجاز بانوں سے ٹپکتے ہیں
کرامت سے بنائی خادمہ مخدوم وارث کی

بشر جن و ملک سب آستاں بوسی کو جاتے ہیں
تو اکبر سب سے پہلے چل کے چوکھٹ چوم وارث کی

جسکو دیا کا رنگیلا رنگ دے
وہ بہارِ حسن رنگا رنگ دے

کچی رنگت کا تو میں قائل نہیں
صندلی احرام پکا رنگ دے

اے علی کے لال برساؤ گلال
رنگ رحمت میں سراپا رنگ دے

صدقہ اپنے افسر لولاک کا
میرا ہ فقر کی عمامہ رنگ دے

بھینی بھینی جس میں ہو وحدت کی بو
گاڑھا گاڑھا معرفت کا رنگ دے

جس سے ہو جائیں خجل سرسوں کے پھول
رت بسنتی آئے ایسا رنگ دے

قابلِ صلِّ علےٰ ہر رنگ ہے
لیکن اکبر کو تو اپنا رنگ دے

اک نظر سے جسکو مولا رنگ دے
رنگتِ گلہائے رنگا رنگ دے

تیرہ بختی ہو یا ہو کافوری لباس
خوبصورت ہلکا ہلکا رنگ دے

جب میں جانوں تیری رنگ اندازیاں
سارے رنگوں سے نرالا رنگ دے

دے شراب ارغوانی ساقیا
لوٹ دے ساغر میں مینا رنگ دے

آج تو ایسی پلا دے بے جھجی
جو بہت میں سراپا رنگ دے

تو ہی تو ہر رنگ میں آئے نظر
اور رنگیلے رنگ ایسا رنگ دے

دیکھئے نیرنگ تکرارِ سوال
لالہ کہتا ہے کہ لالا رنگ دے

ہے ترے ہاتھ اکبرؔ صوفی کی لاج
لاجوردی صوفیانہ رنگ دے

رنگ والے دیر سے کیا رنگ دے
ساغرِ صہبائے رنگا رنگ دے

ہیں تجھ ہی ہر رنگ میں نیرنگیاں
جس سے ہوں سب دنگ ایسا رنگ دے

او گلابی پوش جاتی ہے بہار
پھول سے بھرے پیالہ رنگ دے

ہیں ملاگیری گلابی خوب رنگ
اسمیں تہبند اسمیں کرتا رنگ دے

جام والے اسطرف بھی دیکھنا
نرگسی آنکھوں کا صدقہ رنگ دے

لاالہ کا سبق لالہ میں ہے
رنگ الا اللہ الا رنگ دے

نشۂ وحدت میں لے پیرِ مغاں
اپنے میخانہ کا صدقہ رنگ دے

ہے مجھے نیرنگیٔ کونین حرام
وارثی رینی میں پختہ رنگ دے

رنگ بھی سب تیرے اکبر بھی ترا
ہے تو وارث جا ہے جیسا رنگ دے

اک نگاہِ شوخ جادو کر گئی
اپنی تہمت زلف کے سر دھر گئی

تم تو بے پرواہ ہوئے ہم کیا کریں
گریہ گر یہ ہے تو چشم تر گئی

روتے روتے ہو گیا خالی دماغ
کھلتے کھلتے غم طبیعت بھر گئی

ہیں وہ غمگیں میرے مرنے کی خبر
کیسے پہونچائی وہاں کیونکر گئی

پیش ہے فردِ عمل کیجے مدد
آبرو یا شافع محشر گئی

کیا بتاؤں حال دل اے دوستو
عاشقی میں عزت اکبر گئی

دیگر

ہر گل میں رنگ وارث جلوہ دکھا رہا ہے
بلبل کا دم تڑپ کر آنکھوں میں آ رہا ہے

در پردۂ معانی کہتا ہے من رآنی
انساں کے آئینہ میں صورت دکھا رہا ہے

دیکھو گل کسو پر بسمل پڑے ہیں
شعلہ تمہارے غم کا دل کو جلا رہا ہے

یہ پچھلے تمنا کبھی تم نے ہی نہ پوچھا
کہ تو کیسے غم میں بیٹھا آنسو بہا رہا ہے

یہ کماں کا بانکپن ہے تری آنکھ تو مجھ کو قرباں
ترچھی نظر سے ہم پر برچھی چلا رہا ہے

کیا لطف زندگی کا یہ مزہ ہی عاشقی کا
ہم غم کو کھا رہے ہیں غم ہم کو کھا رہا ہے

آ کے اے طبیبو بالین لاش اکبر
کیوں دیکھتے ہو نبضیں اب اس میں کیا رہا ہے

کیوں باد صبا اسقدر اترائی ہوئی ہے
کیا کوچۂ محبوب سے تو آئی ہوئی ہے

ہو جائے زیارت جو شہنشاہِ عرب کی
کھل جائے کلی دل کی جو مرجھائی ہوئی ہے

وہ آنکھ سدا خواب سے بھی کیتی ہی پردہ
جس آنکھ کو صورت تری خوش آئی ہوئی ہے

مولا میں گناہوں سے پشیمان ہوں ایسا
آنکھ آئی نہیں سامنے شرمائی ہوئی ہے

جل سکتا نہیں آتش دوزخ میں وہ جس کی
رگ رگ میں تپ عشق تری چھائی ہوئی ہے

برگشتگی بخت تو دیکھو کہ فلک پر
گر اشرفی پائی ہر مجھے پائی ہوئی ہے

یہ فیض ہے خاکِ کفِ پائے نبوی کا
آنکھوں میں یہودے کی جو بینائی ہوئی ہے

ہر پھول میں ہر رنگ میں ہر بزم میں دیکھا
عادت ہے مرے معشوق کی ہرجائی ہوئی ہے

اکبر چلو جھومیں گے در پیرِ مغاں پر
پی پی کے کہ گھنگھور گھٹا چھائی ہوئی ہے

لے کے دمِ سحرہ اخلاص ملا دے ساقی
وہ جو مینا میں بھی قلقل کی صدا دے ساقی

چشمِ مخمور کی سوگند تجھے دیر نہ کر
بھر کے اک جام مرے منہ سے لگا دے ساقی

بس وہ کمظرف نہیں ہوں کہ جو بھولوں احساں
بھر دے ساغر تجھے اللہ جزا دے ساقی

ہے ترے نام سے حاصل مجھے کیفِ مے
بھول جاؤں تو مجھے یاد دلا دے ساقی

عین ساغر میں صفر مے کی جگہ ہائے غضب
میں دعا دوں تجھے تو مجھ کو دعا دے ساقی

کشتی بادۂ غفلت نے ڈبو رکھا ہے
بطِ مے ہوں بحرِ عرفاں میں ترا دے ساقی

پاؤں رکھتا ہوں کہیں نشہ میں پڑتا ہے کہیں
کیا پلائی ہے خدا تجھ کو جزا دے ساقی

نشہ کی طرح چڑھے آتے ہیں سر پر میخوار
دے شراب اور داغ انگا بڑھا دے ساقی

خوب یکرنگئی وحدت کا ہو آنکھوں میں خمار
ہو کا عالم ہو دوئی دل سے مٹا دے ساقی

آج وہ دن ہے کہ اکبر کو سر خمخانہ
مست ہو جائے جو ٹھوکر بھی لگا دے ساقی

رنگ ہے آج مئے ہوشربا دے ساقی
پھول کا بھر کے کٹورا مجھے لا دے ساقی

جھومتے آتے ہیں میخوار کہیں ٹوٹ نہ جائیں
طاق میں رکھدے سبو جام ہٹا دے ساقی

ناز پر مرتے ہیں آواز پہ جیتے ہیں مست
ابھی اٹھ بیٹھیں جو قم قم کی صدا دے ساقی

تاک انگور کے خوشوں پہ لگا رکھی ہے
ہاتھ پھیلائے ہوئے بیٹھے ہیں لا دے ساقی

پھر تو جو چاہے سو کونین کے قصے سن لے
اک پیالہ مرے حصے میں بڑھا دے ساقی

گر کوئی فعل کروں میں کہ شریعت کے خلاف
پھر تو بیشک مجھے سولی پہ چڑھا دے ساقی

تو بھی پی ہیں بھی پیئیں نعوذ شرابی ہو جائیں
میں پلاؤں تجھے تو مجھ کو پلا دے ساقی

نشہ چڑھتا ہے اترتی ہے صراحی سے گلاس
چکر آ جائے جو ساغر کو گھما دے ساقی

ہو مجھے پنجتن پاک کی الفت کا خمار
پانچ ساغر مجھے گن گن کے پلا دے ساقی

وارثی مے کا لگا ہے مجھے اکبر چسکا
کشتیٔ بادۂ وارث میں بٹھا دے ساقی

سلام

بھڑ دی رن میں علی کا لاڈلا آنیکو ہے
فاطمہ کا لال سوئے کربلا آنے کو ہے

سر پہ تاج نور تن پر حلۂ باغ بہشت
ہاتھ میں شمشیر ہے شیر خدا آنے کو ہے

نور چشم مرتضیٰ مقبول ذات کبریا
راکب دوش محمد مصطفیٰ آنیکو ہے

شہ نے جا کر رن میں فرمایا کہ اے شمر لعیں
کر نہ یہ ظلم و ستم روز جزا آنیکو ہے

باز آ ڈر قہر سے اللہ کے ورنہ ابھی
چرخ پر گردش زمیں پر زلزلہ آنیکو ہے

تھی ندا اے مصطفیٰ کر صبر گھبرانا نہیں
خلد میں نواسے ہمارے مہ لقا آنیکو ہے

روح پاک پنجتن پر بھیج اے اکبر درود
ٹھنڈی ٹھنڈی باغ جنت سے ہوا آنے کو ہے

جلوۂ ایزد غفار ہیں حافظ پیاری
رنگ ہر کوچہ و بازار ہیں حافظ پیاری

ہندو کہتے ہیں رشی ان کو مسلمان ولی
رہبر کافر و دیندار ہیں حافظ پیاری

واہ کیا شان ہے کیا رتبہ ہے اللہ اللہ
ناظر وارثی دربار ہیں حافظ پیاری

معجزے کھیل کرامت ہیں کرشمے ان کے
واصل جلوۂ غفار ہیں حافظ پیاری

جس کے مداح ہیں ہر مذہب و ملت والے
وہ شہنشاہ وہ سرکار ہیں حافظ پیاری

امتحاں جس نے لیا ہو گیا اس کو تحقیق
کامل کاشف اسرار ہیں حافظ پیاری

اپنے مستوں کو پلاتے ہیں شراب وحدت
افسر خانہ خمار ہیں حافظ پیاری

کیا مزہ ہے کہ ہے ہر وقت مزہ پیاری کا
دائم اس نشہ میں سرشار ہیں حافظ پیاری

کبھی مجذوب قلندر کبھی سالک سلوک
شامل غافل و ہشیار ہیں حافظ پیاری

میاں سے جسنے نکلتے ہی دوئی کا کاٹا
وہ چمکتی ہوئی تلوار ہیں حافظ پیاری

غم نہیں سنگِ حوادث ہر زمانہ کے تجھے
کیونکہ اکبر ترے غمخوار ہیں حافظ پیاری

مظہر فیض الٰہی ہادی روشن ضمیر — بینواؤں کے نوا بیدست و پا کے دستگیر
بے بدل بے مثل بے مانند بیشک بے نظیر — بچے بچوں میں جوانوں میں جواں پیروں میں پیر

گمرہوں کے خضر ملک معرفت کے بادشاہ
ہیں قلندر وارثی مخدوم عبداللہ شاہ

کیا چلے خامہ کہ میدان سخن یاں تنگ ہے — کلک مقطوع اللساں ہے یا فراست لنگ ہے
آپکے اوصاف میں عقل و قیاس دنگ ہے — آپکا بھی سارے رنگوں سے نرالا رنگ ہے

گمرہوں کے خضر ملک معرفت کے بادشاہ الخ

ایک دن صحرا کی جانب میں جو تفریحاً گیا — دیکھتا کیا ہوں وہاں کچھ رند ہیں کچھ پارسا
ہو رہا تھا انبیاء و اولیاء کا تذکرہ — اولیاء سے ایک نے ترجیح دیکر یہ کہا

گمرہوں کے خضر ملک معرفت کے بادشاہ الخ

ہیں شہیر شاعر تلمیذ رحمان خوش شعار — عالم و فاضل حکیم و حاذق عالی وقار
فیض سے ان کے نہیں خالی کوئی اکبر دیار — کاملوں کو ناز ان پر عاملوں کو افتخار

گمرہوں کے خضر ملک معرفت کے بادشاہ الخ

داد رہ جات نعتیہ

صل علیٰ رسول اللہ عرش بریں کے جانیوالے

بجر گگن میں موں لاچار نیا آن پڑی منجدھار
تیغ عشق سے ہو نہیں گھائل راہ عرب کی ہے مشکل
بجر غم میں رہیں ڈوب ہو زیست نہیں مرغوب
محشر بپا ہوا ہے آج تجھ بن بیٹھے بگڑے کاج

آؤ مدد کو کھیون ہار بیڑا پار لگانیوالے
چلتے چلتے منزل منزل پہنچے پاؤں میں پڑ گئے چھالے
یا تو آجائے محبوب ورنہ ہم کو خدا اٹھالے
مولا رکھیو میری لاج کون اب تیرے سوا سنبھالے

اکبر در کا تیرے فقیر مولا کوں بندھاؤ دھیر
آنکھوں بھر بھر آئے نیر اپنی خدمت میں بلوالے
عرش بریں تیرا دربار دو جہاں تیرے متوالے

شیطاں ہوگیا خستہ کمر ساتر سا تو نکو گبر و ترسا
دو نو جہاں میں تیرا راج نور خدا کا سر پر تاج
رکھنا روز جزا میں ساتھ مجھ سے گنہ ہوئے دن رات
جب سے عشق کا ہے آزار ہم داغوں سے گلزار
یہی دعا ہے بس ہر بار ہوتا رہے تیرا دیدار

جب تم آئے پانی برسا بھر بھر گئے چمن چمن میں تھالے
تیرے لئے شب معراج کھل گئے ساتوں فلک کے تالے
میری شرم ہے تیرے ہاتھ بگڑی بات بنانیوالے
تیرے ہجر میں گلرخسار پڑ گئے جان کے میرے لالے
کب ہیں اکبر کو درکار تخت شاہی شال دوشالے

بطحا ہاشمی چندر روپ نقش کفر مٹانیوالے

طیبہ مسکن عرش بسیا اوگھٹ گھاٹ پڑی ہے موری نیا
ساون آیا جب چھم چھم چھم چھم پڑے پھوار
آگیا دل میں لگی ہے دونی نگری ہند کی ہے سونی
سکھیو بجھ گئی ہے سگری ڈھونڈت ڈھونڈت دونو گری نگری

تجھ بن کوئی نہیں کھیویا نیا پار لگانیوالے
حوریں گائیں تیرے ملہار جھولے چمن چمن میں ڈالے
جو کن ہوں ہاؤں ہوئی تیرے در پر کملی والے
بھر بھر دے موری گگری آب کوثر بانٹنے والے

اکبر ہجر میں ہے بیچین تم بت بیتی سگری رین
تورے درس کو ترسے نین اپنے چرنن میں بلوا لے

وارث بھر دے ایسا جام جس سے مست رہیں متوالے

دونو جہاں میں ممتاز ہے سب سے جدا ترے انداز | تجھ بن کرو نہیں کسپر بار رہبر ناز اُٹھانیوالے
روز جزا ہے ہمکو عید ہے یہ وارث کی تہدید | یعنی آئے مرے مرید کھولو باغ جنانکے تالے
جاری رہے ترا میخانہ چلتا رہے سدا پیمانہ | جس سے جھومے ہر مستانہ ایسے وحدت کے پیالے
پڑھتے پڑھکر بسم اللہ لا الہ الا اللہ | ہوگا وہی فنا فی اللہ جو وارث سے دھیان لگالے
دل کی خواہش ہے واللہ کہدو صاف تجھو اللہ | اسکی نہیں مجھے پروا کھینچیں کھال شریعت والے

رُخ پر جھٹکے ہیں کیا گیس ترا بشر کا بھر کر بھیس
اکبر چل وارث کے دیس کپڑے کافوری رنگوالے

تیری قدرت کے قربان دونو جہان بنانیوالے

سب سے اعلےٰ تیری شان پیدا کئے سب انسان | کیا کیا مختلف الوان لاکھوں گورے لاکھوں کالے
ساجد بنا کہیں مسجود حامد بنا کہیں محمود | عابد بنا کہیں معبود تونے کیا کیا روپ نکالے
دلکش ہیں یہ تیری ادا ہیں کسکی آنکھیں دیکھنے پایا | عاشق غش کھا کر جا بیہوش گر تو پردہ ذرا اٹھالے
کیوں کریں تری تعظیم تجھسے غش میں گئے کلیم | چھپ گیا احد میں بنکر میم تونے کیا کیا پردے ڈالے

اکبر کیا لکھوں مضمون اُسکی قدرت ہے بیچون
دم میں ملا کے کاف و نون دونوں جہان بنا کر ٹالے

قد نورٌ من نور اللہ نورٌ علے نورِ پیشانی

پیدا ہوا جو نور لے ماہ بولے قدسی صلی اللہ
تیرے نور سے نور اللہ چودہ طبق ہوئے نورانی

تجھے سنکر حکم الٰہی ڈر گئے کافر تری گواہی
ہو گئی خلق سے گم گمراہی چھپ گئے خفاش شیطانی

نورِ حق کی چھبن چھبن سے ٹپکی رنگت سمن سمن سے
مہکی خوشبو چمن چمن سے باد صبا ہوئی مستانی

رنگت اڑی ہی گل شبو کی بلبل چہکی کوئل کو کی
ہر سو ہم و ہو ہم تھی اللہ ہی کی آیا محبوب سبحانی

اکبر دور ہوئی غمگینی مل گئی یا ہی تیر ہی ہی
آئی خوشبو بھینی بھینی پیدا ہوا گل یزدانی

غوث و قطب جب ہے تو نامی کیوں نہ ہوں تیری غلامی
رومی ہندی چینی شامی طوسی ایرانی نورانی

مولا علی کے دل کا چین نور خدا کا نور العین
تو ہے اولادِ حسنین غوث و قطب میں ہے لاثانی

حضرت نبیوں میں افضل تو ہے سب ولیوں میں اکمل
انکا ماہ ربیع الاول تیرا ماہ ربیع الثانی

کشتی بھر ہا براتی گر کر نکلے بارہ برس میں تر کر
آئے خوشی خوشی گھر پھر کر سب نے تیری کرامت مانی

تیرے قدم بروزِ محشر ہونگے سب لیوں کے اوپر
تیری صفت پڑھے دل اکبر مولا محبوب سبحانی

ہیں حبیب خدا رسول اللہ
افسر انبیاء رسول اللہ

باعث دوسرا رسول اللہ
شمع بزم ہدا رسول اللہ

رب سلم علی رسول اللہ
مرحبا مرحبا رسول اللہ

ڈھونڈتے ہو اگر خدا کی راہ
گر ہے کچھ دین احمدی کی چاہ

یہ بڑی چیز ہے خدا آگاہ
پڑھیئے یہ شعر پڑھ کے بسم اللہ
رب سلّم علے رسول اللہ
مرحبا مرحبا رسول اللہ

قبر میں نور اس کے پڑھنے سے
ہو بلا دور اس کے پڑھنے سے
دل ہو مسرور اس کے پڑھنے سے
پاؤ گے حور اس کے پڑھنے سے
رب سلّم علے رسول اللہ
مرحبا مرحبا رسول اللہ

اسکو پڑھتا رہے جو جی کے ساتھ
عشق ہو گا اُسے نبیؐ کے ساتھ
ہے یہ تعویذ آدمی کے ساتھ
ہاں یہ محفل پڑھے خوشی کیساتھ
رب سلّم علے رسول اللہ
مرحبا مرحبا رسول اللہ

میں نے مرشد سے ایک دن پوچھا
یاد ہے کچھ گناہ کی بھی دوا
پھر تو ارشاد مجھسے فرمایا۔
پڑھ لیا کر تو اس کو صبح و مسا
رب سلّم علے رسول اللہ
مرحبا مرحبا رسول اللہ

اس سے ملتی ہیں نعمتیں ساری
التجا ہے بدرگہ باری
جب ہو اکبرؔ عدم کی تیاری
ہو یہ میری زبانسے جاری
رب سلّم علے رسول اللہ
مرحبا مرحبا رسول اللہ

کسی کا بلند ایسا رتبہ نہیں ہے
سرِ عرش یوں کوئی پہنچا نہیں ہے
یہاں لن ترانی کا جھگڑا نہیں ہے
درِ مصطفےٰ سنگِ موسیٰ نہیں ہے

یہاں عرش ہے طورِ سینا نہیں ہے

ہے عاشق کا زیور سدا درد سہنا — پہن لو نبیؐ کی محبت کا گہنا
ہمیشہ نہیں باغ عالم میں رہنا — چلو وادئ عشق میں پا برہنا

یہ جنگل ہے وہ جسمیں کانٹا نہیں ہے

تصدق ہو اس شافع المذنبین پر — ہو قربان ایسے شہنشاہِ دیں پر
کیا یاد جسنے وہ پہنچے وہیں پر — عرب میں عجم میں فلک پر زمیں پر

کہاں آپ کا بول بالا نہیں ہے

بٹھائیں نہ کیوں انکو مردم پلک پر — دو عالم فدا اُنکی رنگیں جھلک پر
حکومت ہے ان کی مقرب ملک پر — عرب میں عجم میں زمیں پر فلک پر

کہاں آپکا بول بالا نہیں ہے

عطا میں سخا میں نعم میں کرم میں — گلستاں میں صحرا میں میں ارم میں
کلیسا میں آتشکدہ میں حرم میں — زمیں پر فلک پر عرب میں عجم میں

کہاں آپ کا بول بالا نہیں ہے

بر آئے سر عرش سب اُنکے ارماں — گئے خلد میں پھر یہ محبوب یزداں
جو دیکھا تو بولا یہ ہنس ہنس کے رضواں — کہاں روئے احمد کہاں ماہ تاباں

یہ وہ حسن ہے جس میں دھبا نہیں ہے

سوا نیزہ پر ہو گیا مہر روشن — یہ ہنگامۂ حشر ہے قہر افگن

یہاں نفسی نفسی ہیں ہیں سب داور زن — قیامت میں دیں چھوڑ کسطرح دامن

کہ اس بھیڑ میں کوئی میرا نہیں ہے

ہوئی عرش اعظم پہ جسدم رسائی — نہ تھا کچھ بجز جلوۂ کبریائی
جلالِ الٰہی سے ہیبت جو چھائی — رکے شہ تو پردہ سے آواز آئی

کہ پردہ میں آ تجھ سے پردہ نہیں ہے

وہ نورِ الٰہی یہ نور ہیمہ — یہ صل علیٰ اور وہ اللہ اکبر
جو دیکھا کہ ہے سب حسینوں سے بہتر — کیا پھر تو آغوشِ رحمت میں لیکر

جو تیرا نہیں ہے وہ میرا نہیں ہے

ہوئی عرش سے فرش تک نقشبندی — انہیں عرش تک لیگئی ہوشمندی
خودی سے گزر کر ہوئی خود پسندی — یہ کہتی تھی معراج شہ کی بلندی

کہ عالم کوئی اس سے بالا نہیں ہے

کہا حق نے پھر ہاں جو چاہو سو لو ہے — سجی مسندِ عرش آرام کو ہے
دیا میں نے تجھ کو میرے پاس جو ہے — پرے کیا کہوں عالم گو مگو ہے

خدا جانے کیا بات ہے کیا نہیں ہے

یہ احمد ہے ذاتِ احد وصل جو ہے — یہاں دخل کب پردہ میم کو ہے
حقیقت میں اک جلوۂ ذات ہو ہے — پرے کیا کہوں عالم گو مگو ہے

خدا جانے کیا بات ہے کیا نہیں ہے

وہ عرشِ بریں پر گئے چپکے چپکے — جو راز دلی تھے کہے چپکے چپکے
کہا حق نے اقرار دے چپکے چپکے — مزد نور مخفی کا لے چپکے چپکے

کھڑی نیک ہے انمیں کھٹکا نہیں ہے

کجا لن ترانی کجا شان اسریٰ — کجا دشت ایمن کجا نخل سدرہ
کجا طور سینا کجا عرشِ اعلیٰ — کجا سیر احمد کجا سیر موسیٰ

یہاں چرخ پیلی ہے دریا نہیں ہے

تجھے حق نے قرآن میں ہے سراہا — کیا بھی وہی تو نے جو دل سے چاہا
اس اکبر کو بھی انتہا تک نباہا — رکھے کس سے امید الطاف شاہا

بیاں کا کوئی اور مولا نہیں ہے

ملنے کا پتہ ملک دین محمد تاجر کتب لاہور کشمیری بازار

کتب خانہ

فہرست کتب

[illegible]

ملنے کا پتہ ملک دین محمد تاجر کتب لاہور کشمیری بازار